بابِ دوم (الف) ایمانیات

1۔درست جواب کا انتخاب کریں:

(ا) سب سے پہلے نبی ہیں:
(ا) حضرت آدم عَلَیْہِ السّلَامُ (ب) حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السّلَامُ
(ج) حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السّلَامُ (د)حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السّلَامُ

(ب) حضرت محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے بعد کسی نبی کے نہ آنے کا یقین رکھنا ہے:
(ا) عقیدہ تقدیر (ب) عقیدہ آخرت (ج) عقیدہ توحید **(د) عقیدہ ختم نبوت**

(ج) مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لیے لشکر بھیجا گیا:
(ا) یمامہ کی طرف (ب) یمن کی طرف (ج) عراق کی طرف (د)شام کی طرف

(د) جنگ یمامہ میں شہید ہونے والے مسلمانوں کی تعداد ہے:
(ا) بارہ سو (ب) تیرہ سو (ج) چودہ سو (د)پندرہ سو

(ھ) ہر مسلمان کے لیے عقیدہ ختم نبوت کا تقاضا ہے:
(ا) نوافل پڑھنا **(ب) دین کی تبلیغ** (ج) صدقہ و خیرات (د) حج

2۔ مختصر جواب دیں:

(ا) عقیدہ ختم نبوت سے کیا مراد ہے ؟
جواب: حضرت محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اس عقیدہ پر ایمان عقیدہ ختم نبوت کہلاتا ہے۔

(ب) عقیدہ ختم نبوت کے بارے میں ایک آیت کا ترجمہ لکھیں۔
جواب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے
ترجمہ: نہیں ہیں محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَتمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر چیز و خوب جاننے والا ہے۔

(ج) عقیدہ ختم نبوت کے بارے میں ایک حدیث کا ترجمہ لکھیں۔
جواب: محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکا فرمان ہے:
ترجمہ: میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

(د) خاتم النبیین کا کیا معنیٰ ہے؟
جواب: خاتم النبیین کا معنی ہے اللہ کا بھیجا ہوا آخری نبی اس کے بعد کوئی نبی دنیا میں نہیں آئے گا۔

(ھ) مسیلمہ کذّاب کون تھا؟
جواب: مسیلمہ کذاب نے نبوت کا جھوٹا دعوی کیا تھا پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے اس کے خلاف جنگ یمامہ لڑی۔

3۔ تفصیلی جواب دیں:

(ا)قرآن و سنت کی روشنی میں عقیدہ ختم نبوت تفصیل سے بیان کریں۔
جواب: آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے بعد اب قیامت تک کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا، اس لیے آپ خاتم النبیین یعنی آخری نبی ہیں۔ جو شخص آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے بعد سالت یا نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ وہ قطعی طور پر جھوٹا اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اس عقیدہ کو عقیدہ ختم نبوت " کہتے ہیں۔ عقیدہ ختم نبوت قرآن مجید کی بہت سی آیات سے ثابت ہے۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے
ترجمہ: نہیں ہیں محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَتمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر چیز و خوب جاننے والا ہے۔
محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکا فرمان ہے:
ترجمہ: میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

(ب) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحفظ ختم نبوت کے لیے کی جانے والی کوشش کا حال بیان کریں۔
جواب: تحفُّظ ختم نبوت کے لیے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے ہر قسم کی مصلحت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے نبوت کا جھوٹا دعوی کرنے والوں کے خلاف جہاد کیا ، آپ تحفظ ختم نبوت کے مجاہد قرار پائے۔ عقیدہ

ختم نبوت کے تحفظ کے لیے جو سب سے پہلے جنگ لڑی گئی اسے جنگ یمامہ کہتے ہیں۔ یہ جنگ مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی گئی۔
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لیے ایک لشکر تیار کیا یہ لشکر یمامہ پہنچا اور وہاں ایک خونریز جنگ ہوئی، خون کی ندیاں بہ گئی، مسیلمہ کذاب کے 21 ہزار آدمی مارے گئے ، مسیلمہ کذاب قتل ہوا اور باقی لوگ بھاگ گئے۔ اسلامی لشکر کے بارہ سو (1200) مجاہدین شہید ہوئے جن میں سات سو (700) قرآن مجید کے حافظ تھے۔
محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکو آخری نبی ماننے کا تقاضا یہ ہے کہ ہم آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے لائے ہوئے دین پر عمل کریں اور اس دین کو دو سروں تک پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

2 فرشتوں پر ایمان

1۔درست جواب کا انتخاب کریں:

(1) اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بنایا:

(ا)آگ سے (ب) مٹی سے **(ج) نورسے** (د) پانی سے

(ب) بارش اور رزق کا انتظام ذمہ داری ہے :

(ا)حضرت جبریل عَلَیْہِ السّلام **(ب)حضرت میکائیل عَلَیْہِ السّلامُ**

(ج) حضرت عزرائیل عَلَیْہِ السّلاَمُ (د) حضرت اسرائیل عَلَیْہِ السّلامُ

(ج) انسانوں کے اعمال لکھنے والے فرشتوں کو کہتے ہیں:

(ا) کراما کاتبین (ب) منکر نکیر (ج)رضوان (د)ملک الموت

(د) جانداروں کی روح نکالنے والے فرشتے کو کہا جاتا ہے :

(ا) محافظ (ب) کراما کَاتِبِینَ **(ج) مَلَکُ الْمَوْتِ** (د) روح الامین

(ه) فرشتوں کا مذاق اڑانا اور ان کے بارے میں نامناسب باتیں کہنا________ہے۔

(ا) عادت (ب) مباح (ج) مکروہ **(د) سخت گناہ**

2۔ مختصر جواب دیں:

(ا) فرشتوں کو نوری مخلوق کیوں کہا جاتا ہے ؟

جواب: فرشتوں کے بارے میں اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو نور سے پیدا کیا ہے، اس لیے انہیں اللہ تعالی کی نوری مخلوق " کہا جاتا ہے۔

(ب) حضرت جبریل عَلَیْہِ السّلام کی ذمہ داری کیا تھی ؟

جواب: انکا کام انبیاء کرام علیہ السلام پر وحی نازل کرنا تھا۔ یہ تمام فرشتوں کے سردار ہیں۔

(ج) منکر نکیر کن فرشتوں کو کہا جاتا ہے ؟

جواب: وہ فرشتے جو انسان کے مر جانے کے بعد اس سے سوال کرتے ہیں انہیں منکر نکیر کہا جاتا ہے۔

(د)فرشتوں کے معصوم عن الخطا ہونے کا کیا مطلب ہے ؟

جواب: فرشتے گناہوں سے پاک ہوتے ہیں اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتے ہیں، اس لیے انہیں معصوم عن الخطا کہا جاتا ہے۔

(ه) فرشتوں کا ادب کیسے کرنا چاہیے ؟

جواب: ایک مسلمان پر لازم ہے کہ وہ فرشتوں کا احترام کرے اور ان کے لیے تعظیم کے جذبات رکھے۔ فرشتوں کا مذاق اڑانا یا ان کے بارے میں نامناسب باتیں کہنا سخت گناہ کی بات ہے۔ اللہ تعالی کی نوری مخلوق کے بارے میں زبان سے ہمیشہ اچھی اور با ادب با ت ہی نکالنی چاہیے۔ اللہ تعالی کے شعائر اور اسلامی عقائد کا مذاق اڑانا منافقین کا طریقہ ہے، ایک سچا مسلمان کبھی ایسا نہیں کر سکتا۔

تفصیلی جواب دیجیے۔

(ا) فرشتوں کے بارے میں اسلامی عقیدہ کیا ہے ؟

جواب: جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات ، اس کے رسولوں، کتابوں اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنا ضروری ہے ، اس طرح فرشتوں پر بھی ایمان رکھنا ضروری ہے۔ فرشتوں کے بارے میں اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو نور سے پیدا کیا ہے، اس لیے انہیں اللہ تعالی کی نوری مخلوق " کہا جاتا ہے۔ فرشتوں کو ہماری طرح کھانے، پینے اور سونے کی ضرورت نہیں ہے۔ فرشتے اس دنیا میں اللہ تعالی کے حکم سے کئی کام انجام دیتے ہیں، جس میں نیک بندوں

کی حفاظت کرنا۔ بڑے بندوں پر عذاب نازل کرنا اور اعمال کو لکھنا وغیرہ شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی بار فرشتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ فرشتوں کی تعداد کا علم صرف اللہ تعالی ک ہے کہ فرشتے گناہوں سے پاک ہوتے ہیں اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتے ہیں، اس لیے انہیں معصوم عن الخطا کہا جاتا ہے۔
فرشتے ہر وقت اللہ تعالٰی کی اطاعت میں مصروف رہتے ہیں۔ کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:
ترجمہ: وہ نافرمانی نہیں کرتے اللہ کی، جس کا وہ انہیں حکم دیتا ہے اور وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔
(ب) چار مشہور فرشتوں کے نام اور ان کی ذمہ داریاں تحریر کریں۔
جواب: چار بڑے اور مشہور فرشتے یہ ہیں : حضرت جبریل علیه السلام : (ان کا کام انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلامپر وحی نازل کرنا تھا۔ یہ تمام فرشتوں کے سردار ہیں۔ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں ان کی تعریف فرمائی ہے۔ حضرت میکائیل علیہ السلام : ان کا کام بارش برسانا اور رزق اتارنا ہے۔
حضرت عزرائیل علیہ السلام : ان کا کام جانداروں کی روح نکالنا ہے۔ انھیں ” ملک الموت “ یعنی موت کا فرشتہ کہا جاتا ہے۔
حضرت اسرائیل علیہ السلام : یہ قیامت کے نزدیک صور پھونکیں گے۔
کچھ فرشتے وہ ہیں جنھیں انسانوں کے اعمال لکھنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے، ان فرشتوں کو کر اما گا نبین کہتے ہیں۔ وہ فرشتے جو انسان کے مر جانے کے بعد اس سے سوال کرتے ہیں انھیں منکر نکیر کہا جاتا ہے۔

3 آسمانی کتابوں پر ایمان

1.درست جواب کا انتخاب کریں:

(ا) اللہ تعالی کی آخری کتاب ہے:

(ا) تورات (ب) زبور (ج) انجیل **(د) قرآن مجید**

(ب) قرآن مجید کی سب سے زیادہ فضیلت والی سورت ہے:

(ا) سُوْرَۃُ الْفَاتِحَۃِ (ب) سُوْرَۃُ الرَّحْمَن (ج) سُورَۃُ یٰسَ (د) سُوْرَۃُ الإِخْلَاص

(ج) قرآن مجید کی سب سے چھوٹی سورت ہے:

(ا) سُوْرَۃُ الْعَصْرِ (ب) سُوْرَۃُ قُرَیْشٍ **(ج) سُوْرَۃُ الْکَوْثَر** (د) سُوْرَۃُ الإِخْلَاص

(د)قرآن مجید کی سب سے بڑی سورت ہے:

(ا) سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ (ب) سُورَۃُ آلِ عِمران (ج)سُوْرَۃُ الاعراف (د)سُوْرَۃُ الإنعام

(ھ) قرآن مجید کی سب سے فضیلت والی آیت ہے:

(ا) آیت حجاب (ب) آیت نور **(ج) آیَۃُ الْکُرْسِی** (د) آیت حج

2. مختصر جواب دیں:

(ا) اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام عَلَیْھِمُ السّلامکو کیوں بھیجا؟

جواب: انبیائے کرام عَلَیْھِمُ السَّلامنے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کو ایک ماننے کی دعوت دی۔ سب نبیوں نے لوگوں کو اچھے کام کرنے کا حکم دیا۔ کچھ انبیائے کرام عَلَیْھِمُ السّلامایسے بھی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے آسمانی کتا بیں نازل فرمائیں۔ان لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دینے کے لئے بھیجا گیا۔

(ب) آسمانی صحیفوں سے کیا مراد ہے ؟

جواب: چار بڑی کتابوں کے علاوہ جو چھوٹی کتا بیں نازل ہوئیں انھیں صحیفے کہتے ہیں۔ اللہ تعالی نے بعض انبیائے کرام عَلَیْھِمُ السّلامپر صحیفے بھی نازل فرمائے۔ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسی علیہ السلام پر نازل ہونے والے صحیفوں کا خاص طور پر ذکر آیا ہے۔

(ج) قرآن مجید کی اعجازی شان کیا ہے ؟

جواب: قرآن مجید کی اعجازی شان یہ ہے کہ قرآن مجید محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلّمَکا سب سے بڑا معجزہ ہے۔ دنیاکا کوئی کلام قرآن مجید کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

(د) قرآن مجید کی حفاظت کے بارے میں ایک آیت کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: بے شک ہم نے (اس) ذکر قرآن کو نازل فرمایا ہے اور بے شک ہم ہی اسکی حفاظت کرنے والے ہیں۔

(ھ) قرآن مجید کے آخری کتاب ہونے پر ایک آیت کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اس پر ایمان رکھتے ہیں جو آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلّمَکی طرف نازل فرمایا گیا اور اس پر (بھی) جو آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلّمَسے پہلے نازل فرمایا گیا۔

تفصیلی جواب دیجیے۔

(ا) آسمانی کتابوں اور صحیفوں کے بارے میں اسلامی عقیدہ کیا ہے ؟

جواب: جن انبیاء کرام عَلَیْھِمُ السَّلامپر آسمانی کتا بیں نازل ہوئیں، ان میں سے چار انبیائے کرام عَلَیْھِمُ السَّلاماور ان پر نازل ہونے والے کتابوں کے نام یہ ہیں:

تورات مقدس حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلاَمُپر نازل ہوئی۔

زبور مقدس حضرت داؤد عَلَیْہِ السَّلاَمُپر نازل ہوئی۔

انجیل مقدس حضرت عیسی عَلَیْہِ السَّلاَمُپر نازل ہوئی۔

قرآن مجید : حضرت محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلّمَپر نازل ہونے والی کتاب کا نام قرآن مجید ہے۔

آسمانی صحیفے:

چار بڑی کتابوں کے علاوہ جو چھوٹی کتا بیں نازل ہوئیں انھیں صحیفے کہتے ہیں۔ اللہ تعالی نے بعض انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلامپر صحیفے بھی نازل فرمائے۔ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسی علیہ السلام پر نازل ہونے والے صحیفوں کا خاص طور پر ذکر آیا ہے۔
ارشاد باری تعالی ہے:
ترجمہ : یقینا یہ (تعلیم) پہلے صحیفوں میں (بھی) ہے۔ (یعنی) ابراہیم (علیہ السلام) اور موسی (علیہ السلام) کے صحیفوں میں۔

(ب) قرآن مجید کا تعارف اور خصوصیات تحریر کریں۔

جواب: قرآن مجید عربی زبان میں ہے۔ قرآن مجید کے تیس پارے، ایک سو چودہ سورتیں اور 6236 آیتیں ہیں۔ ہجرت سے پہلے نازل ہونے والی سورتوں کو مکی سورتیں اور ہجرت کے بعد نازل ہونے والی سورتوں کو مدنی سورتیں کہا جاتا ہے)
سب سے پہلے نازل ہونے والی آیات سُورَۃُ الْعَلَق کا حصہ ہیں۔
. قرآن مجید کی ترتیب کے مطابق پہلی سورت سُورَۃُ الفاتحۃ اور آخری سورت سُورَۃُ النَّاس ہے۔
اس کی سب سے بڑی سورت سُورَۃُ الْبَقَرَۃ اور سب سے چھوٹی سورت سُورَۃُ الْكَوثر ہے۔
قرآن مجید کی سب سے زیادہ فضیلت والی سورت سورۃ الفاتحہ اور سب سے زیادہ فضیلت والی آیت، آیۃ الکرسی ہے۔
قرآن مجید کی زینت سُورَۃُ الرَّحْمٰن کو کہا جاتا ہے۔
قرآن مجید کا دل سورہ یس کو کہا جاتا ہے۔
قرآن مجید کی خصوصیات:
قرآن مجید تمام جہانوں کے لیے ہدایت کا پیغام ہے۔ انسان کی کامیابی اس میں ہے کہ وہ حضرت م محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِيّنَ صَلَّى اللہُ عَلَيْہِ وَعَلٰى اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَسے پہلے نازل ہونے والی کتابوں پر ایمان لائے اور حضرت محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِيّنَ صَلَّى اللہُ عَلَيْہِ وَعَلٰى اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَپر نازل ہونے والی کتاب یعنی قرآن مجید پر بھی ایمان لائے اور اس پر عمل بھی کرے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
اس پر ایمان رکھتے ہیں جو آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِيّنَ صَلَّى اللہُ عَلَيْہِ وَعَلٰى اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی طرف نازل فرمایا گیا اور اس پر (بھی) جو آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِيّنَ صَلَّى اللہُ عَلَيْہِ وَعَلٰى اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَسے پہلے نازل فرمایا گیا۔
قرآن مجید ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔

4 روزہ اس کی فضیلت

1.درست جواب کا انتخاب کریں:

(۱) روزے کو عربی میں کہتے ہیں:
(۱)صلاۃ (ب) تیم **(ج) صوم** (د)قیام

(ب) جس کھانے کو حدیث مبارک میں برکت والا کھانا قرار دیا گیا ہے:
(۱) عقیقہ (ب) ولیمہ (ج) ظہرانہ **(د) سحری**

(ج) شب قدر آخری دس دنوں میں تلاش کرنی چاہیے:
(۱) شعبان کے **(ب) رمضان کے** (ج) شوال کے (د) ذو القعدۃ کے

(د) روزہ ڈھال ہے مقابلے میں:
(۱) گناہوں کے (ب) زلزلے کے (ج) سیلاب کے (د) ناداری کے

(ہ) تقویٰ ایک احساس ہے جو انسان کو بچاتا ہے:
(۱) غریبی سے **(ب) گناہوں سے** (ج) موت سے (د) بیماری سے

2۔ مختصر جواب دیں:

(۱) روزہ کا معنیٰ تحریر کریں۔

جواب: صوم یعنی روزے کا مطلب یہ ہے کہ صبح صادق سے لے کر غروبِ آفتاب تک کھانے پینے اور دوسری خواہشات سے اپنے آپ کو روکا جائے۔

(ب) سحری کے کہتے ہیں؟

جواب: روزہ رکھنے کے لیے فجر کی اذان سے پہلے جو کھانا کھایا جاتا ہے اسے سحری کہتے ہیں۔ سحری کا کھانا بہت برکت والا کھانا ہوتا ہے۔

(ج) شب قدر کی ایک فضیلت تحریر کریں۔

جواب: قرآن مجید میں اسے ایک ہزار مہینوں سے بہتر رات قرار دیا گیا ہے اللہ تعالی کافرمان ہے :
ترجمہ: شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔
(د) کسی مہینے میں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں؟
جواب: رمضان المبارک کے مہینے میں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں ۔
(ہ) روزے کے دو فوائد تحریر کریں۔
جواب: 1۔ روزہ رکھنے کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے ۔ 2۔انسان کی صحّت بھی درست رہتی ہے۔
تفصیلی جواب دیجیے۔
(۱) روزے کے احکام و فضائل تحریر کریں۔
جواب: روزہ رکھنے کے لیے فجر کی اذان سے پہلے جو کھانا کھایا جاتا ہے اسے سحری کہتے ہیں۔ سحری کا کھانا بہت برکت والا کھانا ہوتا ہے۔
حضرت محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے فرمایا:
ترجمہ: سحری کھایا کرو، کیوں کہ سحری کے کھانے میں برکت ہے۔
سورج غروب ہونے کے بعد روزہ افطار کیا جاتا ہے، اس وقت جو کھانا کھایا جاتا ہے اسے افطاری کہتے ہیں۔ افطاری کو وقت دعاؤں کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے۔ جو شخص دو سروں کوروزہ افطار کراتا ہے اسے روزہ دارکے برابر ثواب ملا ہے۔
رمضان المبارک کے مہینے میں دوسروں کے ساتھ ہمدردی کرنے، انھیں روزہ افطار کرانے اور ان کی مدد کرنے کا ثواب بھی بہت زیادہ ہے ۔ روزہ رکھنے کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور انسان کی صحت بھی درست رہتی ہے۔ روزے سے انسان میں تقوی کا احساس پیدا ہوتا ہے اور یہ احساس انسان کو گناہوں سے بچاتا ہے اور نیکی کی طرف راغب کرتا ہے۔ حضرت محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے ارشاد فرمایا:
ترجمہ: روزہ گناہوں کے مقابلے میں ڈھال ہے۔
(ب) رمضان المبارک کے اعمال اور فضائل تحریر کریں۔
جواب: رمضان المبارک صلح کا مہینہ ہے، اس جھگڑوں سے بچنے کا بھی خاص حکم دیا گیا ہے۔ حضرت محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکا ارشاد ہے: اگر کوئی شخص تم سے لڑائی کر نا چا ہے تو اس سے کہہ دو کہ میں روزے سے ہوں۔
اس پاکیزہ مہینے میں جب امیر و غریب، آقا وغلام، حاکم و محکوم مسلسل ایک ماہ تک روزے رکھتے ہیں تو ان میں برابری اور مساوات پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک ہی وقت میں سحر اور ایک ہی وقت میں افطار سے معاشرے میں برابری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور غریب وامیر کا فرق مٹنے لگتا ہے۔ روزہ دار جب سارا دن بھوکا پیاسا رہتا ہے تو افطار کے وقت اسے سادہ چیز بھی انتہائی لذیذ محسوس ہوتی ہے، اس سے روزے دار میں سادگی اور قناعت کی صفت پیدا ہوتی ہے۔ روزے دار کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔
روزہ رکھنے کا حقیقی فائدہ تبھی حاصل ہوتا ہے جب روزے کے آداب کا خیال رکھا۔ روزہ رکھنے کا اولین ادب یہ ہے کہ روزے میں گناہوں مثلاً جھوٹ، چغلی، غیبت اور وقت ضائع کرنے سے مکمل پر ہیز کیا جائے لڑائی جھگڑانا کیا جائے۔ نماز با جماعت کا خصوصی اہتمام ہو ، روزے کی حالت میں بھوک، پیاس، نقاہت اور مشقت کو صبر سے برداشت کیا جائے۔
اللہ تعالی کو خوش کرنے کے لیے ہمیں رمضان کے مہینے میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس مہینے میں ہمیں اپنے گھر والوں کی مدد کرے کی عادت اپنانی چاہیے اور ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

5 نماز جنازہ اور دیگر نمازیں

1۔درست جواب کا انتخاب کریں:
(۱) رکوع اور سجدے نہیں ہوتے:
(۱)نماز جنازہ میں (ب) نماز حاجت میں (ج) نمازا و ابین میں (د) نماز اشراق میں
(ب) مردوں کے لیے دعا اور نصیحت حاصل کرنے کے لیے قبرستان جاتا ہے:
(۱)بدعت (ب) فرض (ج) واجب **(د) مسنون**

(ج) وہ مسنون نوافل جو عشاء کی نماز کے بعد سے لے کر صبح صادق تک ادا کیے جاتے ہیں:
(۱)تہجد (ب) اشراق (ج) چاشت (د) اوابین
(د) نماز استسقاء ادا کی جاتی ہے:
(۱) گھر میں (ب) مسجد میں (ج) پہاڑوں پر **(د)کھلے میدانوں میں**
(ھ) مسجد میں داخل ہو کر جو دو رکعت نفل پڑھے جاتے ہیں، انھیں کہتے ہیں:
(۱) تحیۃ المسجد (ب) تحیۃ الوضو (ج) اشراق (د)نماز حاجت

2۔ مختصر جواب دیں:

(۱) تہجد کی نماز کب پڑھی جاتی ہے ؟

جواب:تہجد سے مراد وہ نوافل جو عشا کی نماز کے بعد سے لے کر صبح صادق تک ادا کیے جاتے ہیں۔ رات کے آخری پہر میں تہجد کی نماز ادا کرناافضل ہے۔

(ب) اشراق کی نماز کا وقت کب ہوتا ہے ؟

جواب: سورج کے مکمل طلوع ہو جانے کے بعد جو نفل نماز پڑھی جاتی ہے ، اسے اشراق کہتے ہیں۔ یہ بھی بہت فضیلت والی نماز ہے۔

(ج) چاشت کی نماز میں کتنی رکعات پڑھی جاتی ہیں ؟

جواب: نماز چاشت کی کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں۔

(د) اوابین کی نماز میں کتنی رکعات پڑھی جاتی ہے ؟

جواب: نماز مغرب کے فرض پڑھ کر چھے رکعتیں پڑھنا مستحب ہیں، اس کو صلوٰۃ الاوابین کہتے ہیں۔

(ھ) بارش طلب کرنے کے لیے جو نماز پڑھی جاتی ہے ، اسے کیا کہتے ہیں ؟

جواب: وہ نماز جو بارش طلب کرنے کے لیے پڑھی جاتی ہے، اسے نماز استقاء کہتے ہیں۔ یہ نماز اجتماعی طور پر کھلے میدانوں میں ادا کی جاتی ہے۔

تفصیلی جواب دیجیے۔

(۱)نماز جنازہ، تعزیت اور قبرستان کی زیارت کے آداب تحریر کریں۔

جواب: نماز جنازہ وہ نماز ہے جو دنیا سے رخصت ہو جانے والے مسلمان کی دعائے مغفرت کے لیے پڑھی جاتی ہے۔ اس نماز میں نہ رکوع ہوتا ہے اور نہ سجدہ۔ نماز جنازہ کسی بھی پاک صاف جگہ پڑھی جاتی ہے۔

نماز جنازہ ادا کرنے کے مختلف طریقے احادیث میں آئے ہیں۔ دنیا بھر میں مسلمان مختلف طریقوں سے نماز جنازہ ادا کرتے ہیں۔ سب کا مقصد ایک ہی ہوتا ہے اور وہ ہے ایک مسلمان کی مغفرت کے لیے دعا کرنا اور اسے اعزاز واکرام کے ساتھ دنیا سے رخصت کرنا۔

نماز جنازہ کا ایک مقصد میت کے اہل خانہ کے ساتھ تعزیت بھی ہے۔ میت کے اہل و عیال چوں کہ غم زدہ ہوتے ہیں، ان کے پاس تعزیت کے لیے جانا مستحب ہے تا کہ ان کے غم میں شریک ہو کر ان کے غم کو ہلکا کیا جاسکے اور ان کو صبر کی تلقین کی جائے۔

مردوں کے لیے دعا اور نصیحت کی غرض سے قبروں کی زیارت کرنا مسنون ہے ، حدیث میں قبرستان کی زیارت کا مقصد یہ بیان ہوا ہے کہ موت کی یاد تازہ کی جائے۔ قبرستان جانے والے کو چاہیے کہ یہ دعا پڑھے:

اب قبرستان والو ! تم پر سلامتی ہو، اللہ تمھاری بھی مغفرت فرمائے اور ہماری بھی، تم ہم سے پہلے چلے گئے اور ہم تمھارے پیچھے آنے والے ہیں ۔

(ب) اسلامی شریعت کی روشنی میں مشہور نفل نمازوں کا تعارف کرائیں۔

جواب: اسلامی شریعت کی روشنی میں پڑھی جانے والی نفل نمازیں مندرجہ ذیل ہیں:

کسوف و خُضوف

سورج گرہن کے موقع پر جو نماز پڑھی جاتی ہے اے نمازکسوف اور چاند گرہن کے موقع پر جو نماز پڑھی جاتی ہے ، اسے نمازی خضوف کہتے ہیں۔

تہجد

تہجد سے مراد وہ نوافل جو عشا کی نماز کے بعد سے لے کر صبح صادق تک ادا کیے جاتے ہیں۔ رات کے آخری پہر میں تہجد کی نماز ادا کرناافضل ہے۔

اشراق

سورج کے مکمل طلوع ہو جانے کے بعد جو نفل نماز پڑھی جاتی ہے ، اسے اشراق کہتے ہیں۔ یہ بھی بہت فضیلت والی نماز ہے۔

نماز تحیۃ الوضو

وضو کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے۔ اسے تحیۃ الوضو کہتے ہیں۔
نماز تحیۃ المسجد
مسجد میں داخل ہونے کے بعد اگر نفل پڑھنے کا وقت ہو تو دورکعت نماز تحیۃ المسجد پڑھنا بھی مستحب ہے۔
نماز حاجت
کسی حاجت کے پورا کرنے کے لیے جو نفل نماز پڑھی جاتی ہے، اس نماز حاجت کہتے ہیں۔

6 دُعا کی اہمیّت و فضیلت

1۔درست جواب کا انتخاب کریں:
(ا)دعا کا لفظی معنی ہے:
(ا)بندگی **(ب) پکارنا** (ج) مانگنا (د) ارادہ کرنا
(ب) دعا کو قرار دیا گیا ہے:
(ا)عبادت (ب) تجارت (ج) کفایت شعاری (د) شجاعت
(ج) دعا کے شروع اور آخر میں پڑھنا چاہیے:
(ا) استغفار **(ب) درود شریف** (ج) ایمان مفصل (د) ایک رکوع
(د)جن دو لوگوں کی دعا قبول نہیں ہوتی:
(ا) تاجر اور سیاست دان **(ب) قطع تعلقی کرنے والا اور حرام کھانے والا**
(ج) کم علم اور ان پڑھ (د) مال دار اور جاگیر دار
(ہ) دعا نچوڑ ہے:
(ا)علم کا (ب) تحقیق کا (ج) تجربے کا **(د)عبادت کا**

2۔ مختصر جواب دیں:
(ا)دعا کا مفہوم تحریر کریں۔
جواب: اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی ضروریات کے پورا کرنے کا جو سب سے بہتر طریقہ بتایا ہے ، وہ دعا ہے۔ دعا اللہ تعالیٰ سے مانگنے کا ذریعہ ہے۔
(ب) دعا کی فضیلت پر ایک آیت قرآنی کا ترجمہ لکھیں۔
جواب: اللہ تعالی کا ارشاد ہے :
ترجمہ: میں قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی دعاء جب مجھے پکارتا ہے ۔
(ج) دعا کی فضیلت پر ایک حدیث مبارکہ کا ترجمہ لکھیں۔
جواب: دعا ایک عبادت ہے، محمدرَسُوْلُ اللهِ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:
دعا عبادت ہے ۔
(د) دعا کی قبولیت کی کون کون سی صورتیں ہیں؟
جواب: نبی کریم محمدرَسُوْلُ اللهِ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا مومن جب دعا کرتا ہے اللہ تعالی کی طرف سے اس کو تین چیزوں میں سے کوئی ایک ضرور عطا ہوتی ہے جو مانگا ہو، وہی اس کو عطا کر دیا جاتا ہے۔ اس کی دُعا کو آخرت کے لیے ذخیرہ کر دیا جاتا ہے۔ آنے والی کوئی مصیبت اور تکلیف اس کی دُعا کے باعث روک دی جاتی ہے۔

(ہ) دعا کے کوئی سے دو آداب لکھیں۔
جواب: دعا کے آخر میں بھی دُرود شریف پڑھنا چاہیے۔
ہمیں ساری انسانیت کے لیے دعا مانگنی چاہیے۔
تفصیلی جواب دیجیے۔
(ا)قرآن وسنت کی روشنی میں دعا کی فضیلت واہمیت پر روشنی ڈالیں۔
جواب: اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی ضروریات کے پورا کرنے کا جو سب سے بہتر طریقہ بتایا ہے ، وہ دعا ہے۔ دعا اللہ تعالیٰ سے مانگنے کا ذریعہ ہے۔ دعا کے ذریعے سے بڑی بڑی مصیبتیں ٹل جاتی ہیں۔ شیطانی حملوں سے بھی پناہ ملتی ہے۔ دُعا بندے اور اللہ تعالی کے درمیان رابطے کا سب سے موثر ذریعہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے :
ترجمہ: میں قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی دعاء جب مجھے پکارتا ہے ۔

دعا ایک عبادت ہے، محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے فرمایا:
دعا عبادت ہے ۔
محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکا فرمان ہے : "جو اللہ تعالی سے نہیں مانگتا، اللہ تعالی اس سے ناراض ہوتا ہے۔"
نبی کریم محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے فرمایا مومن جب دعا کرتا ہے اللہ تعالی کی طرف سے اس کو تین چیزوں میں سے کوئی ایک چیز دعا کی صورتیں ضر ور عطا ہوتی ہے جو مانگا ہو، وہی اس کو عطا کر دیا جاتا ہے۔ اس کی دُعا کو آخرت کے لیے ذخیرہ کر دیا جاتا ہے۔ آنے والی کوئی مصیبت اور تکلیف اس کی دُعا کے باعث روک دی جاتی ہے۔

7 محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَاور مدنی معاشرے کا استحکام

1۔درست جواب کا انتخاب کریں:

(۱) منافقین کے سردار عبد اللہ بن ابی کے قبیلے کا نام ہے :
(۱)بنو اوس **(ب) بنو خزرج** (ج) بنو نضیر (د) بنو قریظہ

(ب) بنو قینقاع کا پیشہ تھا:
(ا) کسان (ب) موچی (ج) تجارت **(د) لوہار**

(ج) جلا وطنی کے بعد بنو قینقاع کے لوگ چلے گئے:
(۱)شام (ب) خیر (ج) فلسطین (د) مکہ مکرّمہ

(د)رسول کریم محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکو (معاذ اللہ) شہید کرنے کی سازش کی:

(۱) بنو قینقاع نے (ب) منافقین نے **(ج) بنونضیرنے** (1) بنو قریظہ نے

(ہ) بنو نظیر کے قلعے کا محاصرہ جاری رہا:
(۱)پانچ دن **(ب) پندرہ دن** (ج)پچیس دن (د)پچاس دن

2۔ مختصر جواب دیں:

(۱)منافق کسے کہتے ہیں؟
جواب: منافق وہ ہوتا ہے جو زبان سے تو اسلام کا دعویٰ کرتا ہے اور کہتا ہے میں مسلمان ہوں ، مگر دل سے اسلام کا دشمن ہوتا ہے۔

(ب) مدینہ منورہ میں یہودیوں کے کون سے تین بڑے قبائل آباد تھے ؟
جواب: مدینہ منوّرہ میں یہودیوں کے تین بڑے قبائل آباد تھے: بنو نضیر ، بنو قینقاع ، بنو قریظہ

(ج) بنو قینقاع کےخلاف کاروائی کاسب کیا تھا؟
جواب: انہوں نے ایک مسلمان مرد کو شہید کر دیا تھا کیونکہ اُس نے مسلمان عورت کو یہودیوں سے بچاتے ہوئے ایک یہودی سنا ر کو قتل کردیا تھا۔

(د) بنو نضیر کے خلاف کاروائی کا سبب کیا تھا؟
جواب: کیونکہ انہوں نے آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکو (معاذ اللہ) شہید کرنے کا منصوبہ بنایاتھا۔

(ھ)غزوۂ بنو نضیر سے مسلمانوں کو کیا فائدہ ہوا؟
جواب: مسلمانوں کو مالِ غنیمت کے طور پر بہت سا اسلحہ ہاتھ آیا ۔ بڑی تعداد میں جنگی سامان مسلمانوں کے قبضے میں آگیا اور اس قبیلے کی سازشوں سے بھی نجات مل گئی۔

تفصیلی جواب دیجیے۔

(۱)عبد اللہ بن ابی اور دوسرے منافقین کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
جواب: مدینہ منورہ میں بنو خزرج سے تعلق رکھنے والا ایک شخص عبد اللہ بن اُبی بہت مال دار تھا، وہ اپنی قوم کا سر دار بھی تھا۔ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی ہجرت سے پہلے مدینہ کے تمام

لوگوں نے اسے اپنا سر دار بنانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ انھوں نے اس کے لیے تاج بھی تیار کر لیا تھا، وہ اس کی تاج پوشی کی تیاری کر رہے تھے۔ اسی دوران میں جب اہل مدینہ نے اسلام قبول کر لیا اور آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَبھی ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو عبد اللہ بن اُبی کو اپنی امید یں ٹوٹتی نظر آئیں۔ اس کی سرداری اور تاج پوشی والا سلسلہ وہیں رک گیا، چناں چہ اس شخص نے نبی کریم محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے خلاف دل میں دشمنی بٹھائی کہ ان کی وجہ سے میری سرداری میں رکاوٹ پڑی ہے ۔ یہ شخص ساری زندگی اسلام اور مسلمانوں کا دشمن رہا اور محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے راستے میں رکاوٹ ڈالتا رہا۔ غزوہ بدر میں فتح کے بعد اس نے اور اس کے کچھ ساتھیوں نے بظاہر اسلام قبول کر لیا تھا، لیکن اندر سے وہ اسلام اور محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے شدید دشمن تھے ، یہی لوگ منافق تھے ۔ منافق وہ ہوتا ہے جو زبان سے تو اسلام کا دعوی کرتا ہے اور کہتا ہے میں مسلمان ہوں ، مگر دل سے اسلام کا دشمن ہوتا ہے۔ ایسے لوگ کافروں سے بھی زیادہ خطر ناک ہوتے ہیں، قرآن مجیدمیں ایسے منافقین کو سخت عذاب کی خبر دی گئی ہے۔

(ب) غزوۂ بنو قینقاع کو اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

جواب: یہودیوں کے تین بڑے قبائل میں سب سے زیادہ اور بد فطرت قبیلہ بنو قینقاع تھا۔ یہ لوگ مدینہ منورہ کے اندر ہی رہتے تھے ، ان کا پیشہ سنار ، لوہار اور برتن بنانے کا تھا۔ ان پیشوں کی وجہ سے ان کے پاس خاصی مقدار میں جنگی سامان موجود تھا۔ یہ مدینہ منورہ کے سب سے بہادر یہودی تھے۔ ان کی تعداد سات سو سے زیادہ تھی۔

محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے ان کو اسلام کی دعوت دی ، مگر انھوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ یہ لوگ مسلمانوں کو اذیت پہنچاتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک مسلمان خاتون بنو قینقاع کے بازار میں کچھ سامان لے کر آئی۔ سامان بیچ کر وہ کسی کام سے ایک سنار کی دکان پر گئی۔ یہودیوں نے اس عورت کو بہت زیادہ پریشان کیا، اس عورت نے مدد کے لیے دہائی دی ۔ ایک مسلمان وہاں سے گزر رہا تھا، اس کو پتہ چلا تو اس نے اس عورت کا دفاع کرتے ہوئے اس یہودی سنار کو قتل کر دیا۔ یہودی اکٹھے ہو کر آگئے اور اس مسلمان کو شہید کر دیا۔

شہید پر مسلمان کے گھر والوں نے محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَسے شکایت کی تو آپ نے انصاف کے تقاضے پورے کرنے کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ بنو قینقاع کا محاصرہ کر لیا۔ یہودی قلعہ بند ہو گئے۔ مسلمانوں نے پندرہ روز تک محاصرہ جاری رکھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ بنو قینقاع نے ہتھیار ڈال دیے اور محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکا ہر فیصلہ قبول کرنے کا اعلان کیا۔ آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے عبد اللہ بن ابی کے زبر دست اصرار پر ان کی جان بخشی کر دی ، البتہ انھیں حکم دیا کہ وہ مدینہ منورہ سے نکل جائیں۔ یہ سب لوگ شام کے علاقوں میں چلے گئے۔

(ج) غزوہ بنو نضیر پر روشنی ڈالیے۔

جواب: بنو نضیر کو جب آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکا پیغام ملا تو انھوں نے فوراً منافقوں کے سردار عبد اللہ بن ابی سے رابطہ کیا۔ اس نے کہا: اپنی جگہ ڈٹے رہو۔ میں تمھارے ساتھ ہوں۔ میرے پاس دو ہزار جنگجوؤں کا لشکر ہے۔ میں اس سے تمھاری مدد کروں گا۔ دیگر قبائل بھی تمھاری مدد کریں گے۔ بنو نضیر کو جب عبداللہ بن ابی کا پیغام ملا تو انھوں نے جلا وطن ہونے کا ارادہ ترک کر دیا اور اپنے قلعوں میں پناہ لے لی۔ادھر مسلمانوں نے ان کے قلعوں کا محاصرہ کر لیا۔

یہودیوں کی توقع کے بالکل برعکس ان کی مدد کے لیے عبد اللہ بن ابی نہ آیا، نہ بنو غطفان اور بنو قریظہ آئے۔ منافقین کو اس قدر حوصلہ نہ ہو سکا کہ وہ کھل کر مسلمانوں کے خلاف لڑائی کے لیے میدان میں آجائیں۔ پندرہ دن کے محاصرے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور انھوں نے ہتھیار ڈال دیے۔ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَان پر رحمت و شفقت کا معاملہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ اسلحے کے سوا باقی جتنا ساز و سامان اونٹوں پر لاد سکتے ہوں، اپنے بال بچوں سمیت لے جاسکتے ہیں۔ یہودیوں نے اس معاہدے کے بعد اپنے گھروں کو مسمار کر دیا، اپنی عورتوں اور بچوں کو اونٹوں پر سوار کیا، گھر کا سازوسامان لادا اورچھے

اونٹوں کا یہ قافلہ شام کی طرف روانہ ہو گیا۔ ان میں سے کچھ لوگ خیبر میں جاکر آباد ہو گئے۔ مسلمانوں کو مال غنیمت کے طور پر بہت سا اسلحہ ہاتھ آیا۔ بڑی تعداد میں جنگی سامان مسلمانوں کے قبضے میں آگیا اور اس قبیلےکی سازشوں سے بھی نجات مل گئی ۔

8 غزوۂ خندق

1۔درست جواب کا انتخاب کریں:

غزوہ خندق پیش آیا:

(ا)تین ہجری (ب) چار ہجری **(ج) پانچ ہجری** (د) چھ ہجری

(ب) غزوہ خندق میں کھو دی گئی خندق کی لمبائی تھی:

(ا) پانچ کلومیٹر (ب) چھے کلو میٹر (ج) سات کلومیٹر (د) آٹھ کلو میٹر

(ج) غزوہ خندق میں کافروں کا سپہ سالار تھا:

(ا) ابو جہل **(ب) ابوسفیان** (ج) عبد اللہ بن اُبی (د) عقبہ بن ابی معیط

(د) غزوہ خندق میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جس کا فر جنگجو کو قتل کیا اس کا نام تھا:

(ا) عمرو بن عبدود (ب) امیہ بن خلف (ج) مرحب (د)عکرمہ بن ابی جہل

(ہ) غزوہ خندق کے موقع پر یہودی قبیلے نے میثاق مدینہ سے انحراف کیا:

(ا)بنواوٗس (ب) بنو خزرج (ج) بنو نضر **(د) بنو قریظ**

2۔ مختصر جواب دیں:

(ا) غزوہ ٔ خندق کب پیش آیا؟

جواب: غزوۂ خندق 5 ہجری کو پیش آئی یہ آ پ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی الِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے مدینہ منورہ آنے کے بعد تیسری بڑی لڑائی تھی۔

(ب) غزو ۂ خندق میں ضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خدمت انجام دی؟

جواب: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھی، لیکن محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی الِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے مدینہ منورہ کی حفاظتے کی خاطر ایک خندق کھودنے کا مشورہ دیا۔

(ج) غزوہ خندق کا سبب کیا تھا؟

جواب: غزوہ اُ حد کے بعد قریش ، یہود اور عرب کے دیگر قبائل کے درمیان طے پایا کہ مل کر اسلام کو ختم کیا جائے۔ ان میں دو یہود قبائل بھی شامل تھےجنھیں مدینہ منورہ سے جلا وطن کیا گیا تھا اور وہ انتقام کی آگ میں جل رہے تھے۔

(د) غزوۂ خندق میں مسلمان مجاہدین کی تعداد کتنی تھی؟

جواب: غزوہ خندق میں مسلمان مجاہدین کی تعداد تقریبا تین ہزار تھی۔

(ہ) غزوہ خندق کا کیا نتیجہ نکلا؟

جواب: بائیس (۲۲) ذو القعد ہ تک لشکر کفار میں سے کوئی ایک بھی باقی نہ رہا اور شدید جانی و مالی نقصان کے باوجود ان کے ہاتھ کچھ نہ آیا۔ غزوۂ خندق میں مسلمان فتح حاصل کی۔

3۔تفصیلی جواب دیجیے۔

(ا)غزوہ خندق کے واقعات پر روشنی ڈالیں۔

جواب: 1۔ غزوہ اُ حد کے بعد قریش ، یہود اور عرب کے دیگر قبائل کے درمیان طے پایا کہ مل کر اسلام کو ختم کیا جائے۔ ان میں دو یہود قبائل بھی شامل تھےجنھیں مدینہ منورہ سے جلا وطن کیا گیا تھا اور وہ انتقام کی آگ میں جل رہے تھے۔

2۔حضرت محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی الِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکو کفار کے اس اقدام کا علم ہوا تو آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی الِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مشورہ کیا۔ اس موقع پر فارس (ایران) سے ہجرت کر کے آنے والے صحابی) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منوّرہ کی حفاظت کی خاطر ایک خندق کھودنے کا مشورہ دیا۔ ان سے کفار کو شکست دینا آسان ہوئی اور اس لڑائی میں مسلمان فتح یاب ہوئے۔

3۔بائیس (۲۲) ذو القعد ہ تک لشکر کفار میں سے کوئی ایک بھی باقی نہ رہا اور شدید جانی و مالی نقصان کے باوجود ان کے ہاتھ کچھ نہ آیا۔ غزوۂ خندق میں مسلمان فتح حاصل کی۔ غزوۂ خندق میں چھے مسلمان پیدا ہوئے، جب کہ کافرروں

کے آٹھ سے زیادہ افراد قتل ہوئے۔ اس سفر اور مدینہ منورہ کے محاصر کے دوران میں انہیں شدید مالی نقصان بھی برداشت کرنا پڑا۔

(ب) غزوہ خندق میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کیا کارنامہ سر انجام دیا؟

جواب: عمرو بن عبد از عرب کا ہوا بہادر اور بہت مشہور پہلوان تھا۔ اس نے زور دار آواز میں گرجتے ہوئے چینج کیا مسلمانو تم میں کوئی ہے میرامقابلہ کرنے والا ؟! پھر وہ طنز کرتے ہوئے کہنے لگا: آئے کوئی میر امقابلہ کرے، میں اسے جنت پہنچادوں۔ اس کا مقابلہ کرنے کے لیے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ نبی کریم محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی اجازت سے آگے بڑھے۔ جب عمرو بن عبدوڈ کے سامنے ہوئے تو اس نے پوچھا: تم کون ہو ؟ جواب ملا: میں علی بن ابی طالب ہوں۔ عمر و کہنے لگا: تم تو میرے بھتیجے ہوا میں تمہارے ساتھ لڑنا نہیں چاہتا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مگر میں تمہارے ساتھ لڑنا چاہتا ہوں۔ اسے ایسے جرات مندانہ جواب کی توقع نہیں تھی ، وہ طیش میں آکر گھوڑے سے کو دا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر و بن عبدود کے در میان زور دار لڑائی ہوئی، اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد فرمائی اور وہ غالب آگئے ، انہوں نے عمر و بن عبد وڈ کو قتل کر دیا۔ اس شان دار فتح پر مسلمانوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگا یا۔

(ج) غزوہ خندق میں حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کسی طرح عورتوں اور بچوں کی حفاظت کی ؟

جواب: غزوہ خندق کے موقع پر مسلمان خواتین اور بچے ایک قلعہ کے اندر جمع تھے۔ ان خواتین میں محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی پھو پھی حضرت صفیہ بنت عبد المطلب رضی اللہ تعالی عنہ بھی تھیں، اچانک بنو قریظہ کا ایک یہودی قلعے کی خبر لینے کے لیے دیوار پر چڑھ آیا۔ اس موقع پر حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا اکیلی اس یہودی پر جھپٹ پڑیں اور ایک وزنی چیز اس زور سے اس یہودی کے سر پر ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا، وہ چکر اگر گرا اور مر گیا، یہ منظر دیکھ کر جتنے یہودی حملہ کرنے کے لیے قلعہ کے باہر کھڑے تھے بھاگ کھڑے ہوئے۔

9 غزوۂ بنو قریظہ

1۔درست جواب کا انتخاب کریں:

(۱) غزوہ خندق میں مشرکین کا ساتھ دے کر بنو قریظہ نے انحراف کیا:

(۱) حلف الفضول سے (ب) صلح حدیبیہ سے **(ج) میثاق مدینہ سے** (د) میثاق مکہ سے

(ب) بنو قریظہ قبیلہ تھا:

(۱) یہود کا (ب) نصاری کا (ج) منافقین کا (د) مسلمانوں کا

(ج) بنو قریظہ نے مسلمانوں سے بد عہدی کی تھی:

(۱) غزوہ بدر میں **(ب) غزوہ خندق میں** (ج) غزوہ تبوک میں (د) فتح مکہ کے موقع پر

(د) بنو قریظہ کا فیصلہ کرنے کا اختیار دیا گیا:

(۱) حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُ (ب) حضرت سعید بن زید رضيَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُ

(ج) حضرت معاذ بن جبل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُ **(د)حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تَعَالٰی عَنہُ**

(ھ) حضرت سعد بن معافرَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُ نے بنو قریظہ کا فیصلہ کسی آسمانی کتاب کی روشنی میں کیا ؟

(۱) قرآن مجید **(ب) تورات** (ج) زبور (د) انجیل

2۔ مختصر جواب دیں:

(۱) بنو قریظہ کون تھے ؟

جواب: بنو قریظہ یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا جس کے لوگوں نے غزوۂ خندق میں مسلمانوں کے ساتھ اپنا معاہدہ میثاق مدینہ تو ڑ کر غداری کی۔ اور یہ مسلمانوں کو قتل کرنا چاہتے تھے۔

(ب) غزوہ بنو قریظہ میں مسلمان مجاہدین کی تعداد کتنی تھی؟

جواب: غزوۂ بنو قریظ میں مسلمانوں کی تعداد 3 ہزار تھی۔
(ج) بنو قریظہ کا فیصلہ کرنے کا اختیار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تَعَالٰی عنہ کو کیوں دیا گیا ؟
جواب: بنو قریظہ کا فیصلہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس لیے دیا گیا کیونکہ یہ قبیلہ اوس کے سردار تھے اور بنو قریظہ کا دوست تھا اس سے بنو قریظہ کو فیصلہ پر کوئی شک نہ ہوگا کہ ان کے ساتھ ظلم و زیادتی ہوئی ہے۔
(د) بنو قریظہ سے متعلق آیات کس سورت میں نازل ہوئیں؟
جواب: غزوۂ بنو قریظہ متعلق آیت سورۃ الاحزاب میں شامل ہیں۔
(ہ) غزوۂ بنو قریظہ کا ایک فائدہ تحریر کریں۔
جواب: غزوہ بنو قریظہ کے بعد مدینہ منورہ عہد شکنی یہودیوں سے خالی ہوگیا۔
تفصیلی جواب دیجیے۔
(الف) غزوہ بنو قریظہ کے واقعات مختصر انداز میں لکھیں۔
جواب: جب نبی کریمرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَغزوۂ خندق سے فارغ ہو کر واپس گھر تشریف لائے تو حضرت جبریل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا : اے اللہ کے رسول! آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہ وآصحابہ وسلم نے تو ہتھیار اتارد یے ہیں ، مگر فرشتوں نے ابھی ہتھیار نہیں رکھے ہیں۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہ وآصحابہ وسلم اپنے ساتھیوں سمیت بنو قُریظہ کا رخ کیجیے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے دلوں میں رعب اور قلعوں میں زلزلہ بر پا کر دے گا۔ اس پر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہ وآصحابہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو حکم فرمایا کہ تمام لوگ عصر کی نماز بنو قُریظہ میں جا کر پڑھیں ۔ تین ہزار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم بنو قُریظہ کے علاقے میں پہنچے اور ان کے قلعوں کو گھیر ے میں لے لیا۔
اس صورتِ حال میں ایک دن بنو قُریظہ کے سردار کعب بن اسد نے قلعے کے اندر اپنے بڑے بڑے سرداروں اور خاص آدمیوں کو بلوایا اور ان سے مخاطب ہو کر کہنے لگا: میرے سامنے تین تجاویز ہیں:

١. یا تو اسلام قبول کرلو
٢. یا اپنے بیوی بچوں کو قتل کرکے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑو، پھر فتح پالو یا سب مارے جاؤ۔
٣. یا ہفتے کے روز دھو کے سے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑو، کیوں کہ انھیں یقین ہوگا کہ آج کے دن یہود حملہ نہیں کریں گے۔

یہودیوں نےا پنے سردار کعب بن اسد کی یہ تمام تجاویز مسترد کر دیں اور ان میں سے کوئی بات قبول نہ کی۔ اب بنو قُریظہ کے پاس سامنے ایک ہی راستہ تھا کہ وہ مسلمانوں کے سامنے ہتھیار ڈال دیں ، چناں چہ انھوں نے ہتھیار ڈال دیے اور ان کےمردوں کو گرفتار کر لیا گیا۔
بنو قُریظہ کے لوگوں نے نبی کریم محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَسے درخواست کی کہ ان کے ساتھ نرمی اور بھلائی کا سلوک کیا جائے۔
غزوۂ خندق کے بعد پیش آ نےو الا غزوۂ بنو قریظہ کی وجہ وہ یہودی لوگ تھے جو بنو قریظہ کے لوگ تھے انہوں نے غزوۂ خندق میں مسلمانوں کے ساتھ غداری کی جبکہ مسلمانوں اور ان کے مابین عہدہ ہوا تھا ۔ جسے میثاق مدینہ کہتے تھے مگر انہوں نے وہ توڑدیا۔ اس غزوۂ میں مسلمانوں کو فتح ملی اور یہودیوں نے اپنے ہتھیار ڈال دیے اس کے بعد بنو قریظہ کے مردوں کو گرفتار کیا گیا تو کہنے لگے ہم پر رحم کرنا اس کے بعد آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے ان کے دوست قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مردوں کو ماڑ دیا جائے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا جائے اس فیصلے کے بعد حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ فیصلہ تمہاری مقدس کتاب تورات کے مطابق کیا ہے میں نے اس غزوۂ کے نیتجے میں مدینہ منورہ عہد شکن یہودیوں سے خالی ہوگیا۔ اور اس غزوۂ کے بعد مالِ غنیمت کی صورت میں مسلمانوں کی مالی مدد بھی ہوئی۔
(ب) بنو قریظہ کے بارے میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلے پر روشنی ڈالیں۔
جواب: بنو قریظہ قدیم زمانے سے قبیلہ اوس کے دوست چلے آرہے تھے۔ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ رضی الله تعالى عنه کا نام لیا تو تمام لوگ خوش ہو گئے کہ وہ جو فیصلہ کریں ہمیں منظور ہے۔
بنو قریظہ کے بارے میں حضرت سعد بن معاذ رضی الله تعالى عنه کا فیصلہ:
غزوہ خندق میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالی عنہ کے بازو میں تیر لگ گیا تھا، جس کا وہ مدینہ منورہ میں علاج کروارہے تھے۔ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے انھیں فیصلہ کرنے کے لیے اپنے پاس بلوالیا۔ حضرت سعد بن معاذ رَضِیَ اللہُ تعالی عنہ کے قبیلہ کے لوگوں نے ان سے درخواست کی کہ بنو

قریظہ کے ساتھ شفقت کا معاملہ فرمائیں، لیکن حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: وقت آگیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کے معاملے میں سعد کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پر واہ نہ کرے۔ پھر انہوں نے یہ فیصلہ سنایا کہ بنو قریظہ کے تمام مردوں کو قتل کر دیا جائے۔ ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنالیا جائے۔ ان کے اموال کو مسلمانوں میں غنیمت کے طور پر تقسیم کر دیا جائے۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فیصلہ یہودیوں کی شریعت اور ان کی آسمانی کتاب تورات کے عین مطابق تھا، کیوں کہ یہودیوں کی مذہبی کتاب تورات میں غداری کی یہی سز اورج تھی۔

10 صلح حُدیبیہ

1.درست جواب کا انتخاب کریں:

(ا)صلح حدیبیہ کا واقعہ پیش آیا:

(ا) ہجرت کے پانچویں سال **(ب) ہجرت کے چھٹے سال**
(ج) ہجرت کے ساتویں سال (د) ہجرت کے دسویں سال

(ب) صلح حدیبیہ کے موقع پر صحابہ رضی اللہ تَعَالٰی عَنْھُمْ کی تعداد تھی:

(ا)بارہ سو (ب) تیرہ سو **(ج)چودہ سو** (د)پندرہ سو

(ج) محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے کن کو اپنا سفیر بنا کر مکہ مکرمہ روانہ فرمایا:

(ا) حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (ب) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
(ج) حضرت عثمان رضی اللہ تَعَالٰی عَنهُ کو (د) حضرت علی کرم اللہ وجہ کو

(د)حدیبیہ کے معاہدے کی مدت طے ہوئی تھی:

(ا)سات سال (ب) آٹھ سال (ج) نوسال **(د)دس سال**

(ھ) فتح مکہ کے موقع پر صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ کی تعداد تھی:

(ا)سات ہزار (ب) آٹھ ہزار (ج) نو ہزار **(د) دس ہزار**

2. خالی جگہ پر کریں۔

(ا)ہجرت کے چھٹے سال کا اہم واقعہ ہے: صلح حدیبیہ
(ب) حدیبیہ سے سفیر بنا کر مکہ مکرمہ بھیجا گیا: حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(ج) صلح حدیبیہ کے بعد مسلمان ہو کر مکہ سے مدینہ آئے: حضرت ابو جندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(د) صلح حدیبیہ کے بعد قرآن مجید کی جو سورت نازل ہوئی: سورہ فتح
(ھ) فتح مبین سے مراد ہے:صلح حدیبیہ

3. مختصر جواب دیں:

(ا) صلح حدیبیہ سے مکہ کے موقع تک مسلمانوں کی تعداد میں کتنا فرق آیا ؟

جواب: صلح حدیبیہ سے فتح مکہ کے موقع پر آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَدس ہزار مسلمانوں کے ساتھ فتح مکہ کیلئے نکلے۔

(ب) صلح حدیبیہ سے پہلے مسلمان مکہ مکرمہ کی طرف کیوں روانہ ہوئے تھے؟

جواب: صلح حدیبیہ سے پہلے مسلمان مکہ مکرمہ کی طرف عمرہ کے ارادہ سے روانہ ہوئے۔

(ج) حدیبیہ کا مقام کہاں واقع ہے؟

جواب: مکہ مکرّمہ سے کچھ دور حدیبیہ کا مقام واقع ہے جہاں معاہدہ صلح حدیبیہ طے پایا۔

(د)صلح حدیبیہ کا معاہدہ لکھنے کا اعزاز کن کو نصیب ہو ؟؟

جواب: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ صلح حدیبیہ کو تحریر کریں۔

(ھ) صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہ وآصحابہ وسلمکو کیا مشورہ دیا ؟

جواب: محترمہ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اپنی پریشانی کا ذکر فرمایا تو اس عظیم اور دانش مند خاتون نے آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکو مشورہ دیا کہ آپ کسی سے کچھ نہ کہیں ، بس اتنا کریں کہ اپنا جانور ذبح کر دیں اور کسی بلند جگہ بیٹھ کر حجام کو بلا کر اپنا سر منڈوالیں۔

4.تفصیلی جواب دیجیے۔

(الف) صلح حدیبیہ میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کردار پر روشنی ڈالیں۔

جواب: حدیبیہ کے مقام سے نبی کریم رسول اللہ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا سفیر بنا کر مکہ مکرمہ بھیجا تا کہ وہ وہاں کے سرداروں کو بتائیں کہ ہم کسی جنگ کے ارادے سے نہیں آئے ہیں۔ ہم صرف عمرہ کرنا چاہتے ہیں اور عمرہ کر کے پر امن طور پر واپس چلے جائیں گے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ مکرمہ گئے تو اُن کے جانے کے بعد یہ افواہ پھیل گئی کہ مکہ مکرمہ کے کافروں نے انھیں شہید کر دیا ہے۔ اس موقع پر محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے صحابہ کرام رَضِيَ اللہُ تعالیٰ عنہم کو جمع کر کے ان سے یہ بیعت لی (یعنی ہاتھ میں ہاتھ لے کر یہ عہد لیا کہ اگر یہ خبر کچی ہوئی تو ہم بدلہ لیے بغیر واپس نہیں جائیں گے ، بعد میں پتہ چلا کہ یہ خبر جھوٹی تھی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ مکرمہ والوں نے روک لیا تھا۔

(ب) صلح حدیبیہ کی اہم شرائط تحریر کریں۔

جواب: صلح حدیبیہ میں مکہ مکرمہ کے مشرکین اور مسلمانوں کے درمیان جو معاہدہ ہوا اس کی اہم شرائط درج ذیل ہیں:

مسلمان اس سال عمرہ کیے بغیر واپس لوٹ جائیں۔ اگلے سال آئیں اور مکہ مکرمہ میں تین دن قیام کر کے واپس چلے جائیں۔

تلوار کے علاوہ کوئی اور ہتھیار ساتھ نہ رہیں اور تلوار بھی نیام میں رہے گی۔

اگر کوئی کافر مسلمان ہو کر مدینہ منورہ جائے گا تو اسے واپس کرنا ہو گا البتہ اگر کوئی مسلمان مرتد ہو کر مکہ مکرمہ آیا تو اسے واپس نہ کیا جائے گا۔

دوسرے عرب قبائل، مسلمانوں یا قریش میں سے جس کے ساتھ معاہدہ کرنا چاہیں وہ آزاد ہوں گے۔

دونوں فریقوں کے درمیان جنگ بندی ہو گی اور دونوں فریق ایک دوسرے کے خلاف جنگ میں کسی کی مدد بھی نہیں کریں گے۔

یہ معاہدہ دس سال کے لیے ہو گا۔

(ج) صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کس طرح دانش مندی کا ثبوت دیا ؟

جواب: محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَاپنے خیمے میں تشریف لائے ، اپنی اہلیہ محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے اپنی پریشانی کا ذکر فرمایا تو اس عظیم اور دانش مند خاتون نے آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکو مشورہ دیا کہ آپ کسی سے کچھ نہ کہیں، بس اتنا کریں کہ اپنا جانور ذبح کر دیں اور کسی بلند جگہ بیٹھ کر حجام کو بلا کر اپن سر منڈوا لیں۔ حضور اکرم محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَباہر تشریف لائے، اپنا جانور ذبح کیا، حجام سے اپنا سر منڈ والیا تو لوگوں نے بھی آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی پیروی میں اپنے جانور ذبح کرنا اور بال منڈوانا شروع کر دیے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ذہانت سے تمام لوگ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی اطاعت اورفرماں برداری کر کے جنت کے مستحق بن گئے۔

11 محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی تعلیمی خدمات

1۔درست جواب کا انتخاب کریں:

(ا) یثرب کے لوگوں کی تعلیم و تربیت کے لیے بھیجا گیا:

(ا) حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُ (ب) حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُ

(ج) حضرت مصعب بن عمیر رضي اللہُ تَعَالٰی عَنہُ (د)حضرت معاذ بن جبل رضي الله تَعَالٰی عَنہُ

(ب) مسجد نبوی کے ساتھ جو درس گاہ قائم کی گئی اس کا نام تھا:

(ا) صفہ (ب) ندوہ (ج) دارار تم (د) دار العلوم

(ج) سب سے زیادہ احادیث کے راوی ہیں :

(ا) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تَعَالٰی عَنہُ (ب) حضرت زید بن ثابت رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُ

(ج) حضرت سعید بن زید رضي الله تَعَالٰی عَنہُ (د) حضرت خالد بن ولید رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُ

(د) نبی کریم محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَاہم بات کو دہراتے تھے:

(۱) تین مرتبہ (ب) چار مرتبہ (ج) پانچ مرتبہ (د) چھے مرتبہ

(ھ) صفہ کی درس گاہ میں نصاب تعلیم کا مرکز تھا:

(۱)قدیم تاریخ (ب) عسکری علم **(ج) قرآن مجید** (د)علم فلکیات

2. مختصر جواب دیں:

(الف) نبوی نظام تعلیم کے بارے میں انصاف پسند مورخین کا کس بات پر اتفاق ہے ؟

جواب: دنیا کے تمام انصاف پسند مورخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے جو تعلیمی نظام پیش فرمایا، وہ ساری انسانیت کے لیے مشعل راہ ہے۔

(ب) تزکیہ نفس کا کیا معنی ہے ؟

جواب: نفس کا تزکیہ یعنی اپنے نفس کو بُرے اعمال اور برے اخلاق سے پاک کرنا اور یہ کرنے والے شخص کے لیے کامیابی کا وعدہ کیا گیا ہے۔

(ج) صفہ میں پڑھنے والے طلبہ کا قیام و طعام کس کے ذمے تھا؟

جواب: دین کے ان طلبہ کا قیام و طعام مدینہ والوں کے ذمہ ہوتا تھا۔

(د) حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک خصوصیت تحریر کریں۔

جواب: مدینہ منورہ میں سب سے پہلے امام اور سب سے پہلے استاد ہونے کا اعزاز حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہے۔

(ھ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی ایک خوبی تحریر کریں۔

جواب: صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ میں سب سے زیادہ احادیث روایات کرنے کا اعزاز حضرت ابوہریر ہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہے۔

4.تفصیلی جواب دیجیے۔

(۱) نبی کریم محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے انداز تعلیم و تربیت کو بیان کریں۔

جواب: محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَتعلیم کے دوران ہلکی پھلکی بات سے دلچسپی کو زندہ رکھتے۔ آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَسننے والوں کے معیار کا خیال رکھتے ۔ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَہر شخص سے ان کے معیار کے مطابق گفت گو فرماتے۔آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَسامع کی سہولت کے لیے سادہ اور مانوس لہجہ استعمال فرماتے۔ جب آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَاپنے شاگردوں سے خطاب فرماتے تو انھیں آداب زندگی سے روشناس فرماتے۔ دوران تدریس نرم انداز اختیار فرماتے۔ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے کلام میں عاجزی اور انکساری ہوتی۔

محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَسے علم حاصل کرنے کے لیے مختلف قبائل اور افراد آتے تو محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَان سے ان کے لہجے میں گفت گو فرماتے۔ اس سے مخاطب میں اپنائیت پیدا ہو جاتی ہے اور بات کو دہراتے تاکہ سمجھنے میں کمی نہ رہ جائے۔ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَجب گفت گو فرماتے تو ضروری بات تین مرتبہ دہراتے تاکہ اسے ٹھیک طرح سمجھ لیا جائے۔ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے بطور معلم صبر و قناعت کا دامن کبھی نہیں چھوڑا۔ بے لوث خدمت کی اور بحیثیت معلم کفار کے ہر ظلم اور زیادتی کو برداشت کیا۔

(ب) صفہ کی درس گاہ کی خصوصیات تحریر کیجیے۔

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کے پہلے معلم تھے اور صفہ مسجد نبوی پہلا با قاعدہ اسلامی دار العلوم تھا۔ یہاں نصاب تعلیم کا مرکز قرآن حکیم تھا۔ اس درس گاہ میں نہ صرف قرآن وسنت کی تعلیم دی جاتی تھی، بلکہ طلبہ کا تزکیہ نفس بھی کیا جاتا تھا۔ تزکیہ نفس کامعنی ہے: انسانی نفس کو بُری عادات سے پاک کر کے اچھی عادات کا خوگر بنانا۔ قرآن مجید میں نفس کا تزکیہ یعنی اپنے نفس کو بُرے اعمال اور برے اخلاق سے پاک کرنے والے شخص کے لیے کامیابی کا وعدہ کیا گیا ہے۔) صفہ کی درس گاہ میں مختلف زبانوں کی تعلیم بھی دی جاتی تھی، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت سی زبانیں جانتے تھے۔

صفہ کی درس گاہ میں قرآن مجید کے حفظ اور تفسیر کی تعلیم دی جاتی تھی۔ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَقرآن مجید کی تفسیر فرماتے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عالمہ آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے فرامین کو محفوظ کر لیتے، جنھیں حدیث کہا جاتا ہے۔ اسی طرح اس

درس گاہ میں تزکیہ نفوس کا فریضہ بھی انجام دیاجاتا تھا، اور طلبہ کو زندگی گزارنے کے وہ آداب بتائے جاتے تھے جن پر عمل کر کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنھم پوری دنیا کے امام قرار پائے۔

12 نبی کریم محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وآصحابہ وسلمبطور داعیِ امن

1۔درست جواب کا انتخاب کریں:

(ا) ایک انسان کے قتل کو برابر قرار دیا گیا:
(ا) ایک انسان کے قتل کے **(ب) ساری انسانیت کے قتل کے**
(ج) ایک قبیلے کے قتل کے (د) ایک خاندان کے قتل کے

(ب) کسی دوسرے کی چیز کو استعمال کرنا جائز نہیں ہے:
(ا) اسے پیسے دیے بغیر (ب) اس سے لکھوائے بغیر
(ج) اس کی دلی خوشی کے بغیر (د) اس سے کہلوائے بغیر

(ج) جب ایک مسلمان دوسرے سے ملے تو اسے سب سے پہلے کہنا چاہیے:
(ا) السلام علیکم (ب) چشم ما روشن دل ما شاد (ج) جی آیا نوں (د) اھلا و کھلا و مرحبا

(ا) عربوں کی سب سے زیادہ مشہور جنگ کا نام ہے :
(ا) بوس **(ب) فجار** (ج) عکاظ
(د) ذو القروح

(ھ) یہودیوں کے ساتہ امن کا جو معاہدہ کیا گیا اسے کہا جاتا ہے :
(ا) حلف الفضول (ب) صلح حدیبیہ **(ج) میثاق مدینہ** (د) عہد نامہ جدید

2۔ مختصر جواب دیں:

(الف) قرآن مجید میں انسانی جان کی حرمت کے بارے میں کیا فرمایا گیا ہے ؟

جواب: ارشاد باری تعالی ہے:

ترجمہ : " کہ جس نے کسی جان کو بغیر کسی جان کے بدلہ) یاز مین میں بغیر فساد مچانے کے قتل کیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے کسی ایک جان کو بچایا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو بچالیا" ۔

(ب) قیام امن کی اہمیت کے بارے میں ایک حدیث نبوی کا ترجمہ لکھیں۔

آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے فرمایا:

ترجمہ: "کسی شخص کا مال اس کی دلی خوشی کے بغیر کسی کے لیے حلال نہیں ہے۔

(ج) حرب فجار کے بعد امن کا جو معاہدہ ہوا اس کا کیا نام ہے ؟

جواب:حرب فجار کے بعد امن کا جو معاہدہ ہوا اس معاہدہ کو ’’حلف الفضول ‘‘کہتے ہیں۔

(د)اسلام میں اقلیتوں کا کیا حق بیان کیا گیا ہے ؟

جواب: آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے ارشاد فرمایا:

جس نے اسلامی ریاست میں بسنے والے کسی غیر مسلم پر ظلم کیا، یا اس کا حق مارا ، یا اس پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجہ ڈالا، یا اس کی دلی رضا مندی کے بغیر اس کی کوئی چیز لی تومیں قیامت کے دن اس مسلمان کے خلاف غیر مسلم کے حق میں وکیل ہوں گا۔

(ھ) فتح مکہ کے موقع پر مشرکین کے ساتہ کیا سلوک کیا گیا ؟

جواب: آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے ان کو معاف کرکے عضو در گزر اور امن امان کی اعلیٰ مثال قائم کی۔

3۔تفصیلی جواب دیجیے۔

(الف) قرآن و سنت کی روشنی میں امن عامہ کی اہمیت پر نوٹ لکھیں۔

جواب: اسلام در حقیقت امن اور صلح و سلامتی کا مذہب ہے، جو نہ صرف انسانوں بلکہ حیوانوں کے ساتہ بھی رحمت و شفقت کرنے کا حکم دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلّمَپر جو دین نازل فرمایا اس میں کسی کا ناحق قتل کرنے کو بہت بڑا جرم قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کے قتل کے برابر قرار دیا اور ایک انسان کی جان بچانے کو ساری انسانیت کی جان بچانے کے برابر قرار دیا ہے ۔ ارشاد باری تعالی ہے:
ترجمہ : " کہ جس نے کسی جان کو بغیر کسی جان کے بدلہ) یاز مین میں بغیر فساد مچانے کے قتل کیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے کسی ایک جان کو بچایا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو بچالیا"
محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلّمَنے اس بات کو بہت تاکید کے ساتھ بیان فرمایا کہ کسی شخص کی چیز اس کی دلی خوشی کے بغیر استعمال کرنا کسی کے لیے جائز نہیں ہے ، آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلّمَنے فرمایا:
ترجمہ: "کسی شخص کا مال اس کی دلی خوشی کے بغیر کسی کے لیے حلال نہیں ہے۔
(ب) سیرت طیبہ میں سے قیام امن کے لیے کیے جانے والے معاہدوں پر نوٹ لکھیں۔
جواب: اسلام سے پہلے عرب لوگ معمولی باتوں پر لڑ پڑتے تھے اور یہ لڑائیاں کئی کئی سال تک جاری رہتی تھیں۔ عربوں کی سب سے زیادہ مشہور جنگ کو "حرب فجار " کہا جاتا ہے، یہ جنگ قریش اور بنو قیس کے درمیان ہوئی تھی۔ اس لڑائی میں دونوں قبیلوں کو بہت نقصان کا سامنا کرنا پڑا اور کئی خاندان برباد ہو گئے، جس پر دونوں قبیلوں کے سرداروں نے آپس میں مشورہ سے ایک معاہدہ کر لیا، اس معاہدہ میں یہ طے پایا کہ وہ آپس میں لڑنے سے بچیں گے۔ ان میں سے ہر شخص مظلوم کی حمایت کرے گا۔ مسافروں اور تاجروں کی حفاظت کا عہد بھی کیا گیا۔ اس معاہدے کو حلف الفضول کہا جاتا ہے۔
اس معاہدے میں محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلّمَنے بھی شرکت فرمائی ، اعلان نبّوت کے بعد آپ نے اس معاہدے میں شرکت پر خوشی کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔

13 حضرت محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلّمَکا صبرو شکر

1.درست جواب کا انتخاب کریں:
(۱) محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلّمَکی دعاؤں میں کثرت سے یہ الفاظ ملتے ہیں:
(۱) الحمد للہ (ب) لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ (ج) اللہ اکبر (د) سبحان اللہ
(ب) محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلّمَپر پتھر برسائے:
(ا) طائف والوں نے (ب) حبشہ والوں نے (ج) ابولہب نے (د) یہودیوں نے
(ج) محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلّمَ کے دندان مبارک شہید ہوئے:
(۱) غزوہ بدر میں **(ب) غزوہ احد میں** (ج) غزوہ احزاب میں (د) غزوہ تبوک میں
(د) محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلّمَنے پیٹ مبارک پر دو پتھر باندھے:
(۱) غزوہ بدر میں (ب) غزوہ احد میں **(ج) غزوہ احزاب میں** (د) غزوہ حنین میں
(ھ) مومن کو نعمت ملے تو کرتا ہے:
(۱) صبر **(ب) شکر** (ج) فکر (د) ذکر
2. مختصر جواب دیں:
(۱) صبر کا کیا معنی ہے؟
جواب: صبر کے معنی " اپنے آپ کو قابو میں رکھنا اور رک جانا " کے ہیں۔
(ب) شکر کا کیا معنی ہے ؟
جواب: شکرکامعنی ہے کہ جب انسان کوکوئی نعمت ملے تو وہ اس نعمت کو للہ تعالی کی مہر بانی سمجھے۔
(ج) صبر و تحمل سے متعلق ایک حدیث نبوی کا ترجمہ لکھیں۔
جواب: محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلّمَکا ارشاد ہے:’’صبر روشنی ہے۔‘‘
(د) محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلّمَکے صبر و تحمل کی دو مثالیں لکھیں۔
جواب:1۔آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلّمَنے کفار کی زیادتیوں پر ہمیشہ صبر کیا۔

2۔ طائف نے آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَپر پتھر برسائے آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے پھر بھی اُف نہ کی۔

(ھ) محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے شکر کی دو مثالیں تحریر کریں۔

جواب:1۔ آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَسادہ خوراک کھانے پر بھی اپنے ربّ کا شکر ادا کرتے۔

2۔ آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَسادہ سے گھر میں رہتے اور اپنے رب کا ہر حال میں شکر ادا کرتے۔

3۔تفصیلی جواب لکھیں۔

(۱) حضرت محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے صبر پر نوٹ لکھیں۔

جواب: ۔ صبر کے معنی " اپنے آپ کو قابو میں رکھنا اور رک جانا " کے ہیں کے تحمل کے معنی ' برداشت کے ہیں۔ کسی حادثے، تکلیف یاد کہ درد کو شکوہ شکایت کے بجائے خاموشی سے برداشت کر لینا اوراللہ تعال کی رضا پر راضی رہنا صبر و تحمل کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو صبر بہت پسند ہے۔ قرآن مجید میں صبر کو انبیاء کرام علیہم السلام کی صفت قرار دیا گیا ہے۔ ہمارے پیارے نبی حضرت محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی مبارک زندگی صبر وتحمل کا بہترین نمونہ ہے۔کفار آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے راستے میں کانٹے بچھاتے ، طائف کے لوگوں نے آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَپر پتھر برسائے، یہاں تک کہ آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے مبارک جوتے خون سے بھر گئے، نماز میں سجدے کی حالت میں آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَپر اونٹ کی اوجھڑی ڈالی گئی ، شعب ابی طالب میں خاندان سمیت آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکو تین سال تک محصور رکھا گیا، غزوہ احد میں آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے دندان مبارک شہید ہو گئے۔ غزوہ احزاب میں بھوک کی شدت سے آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے پیٹ پر دو پتھر باند ھے۔ آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے دین اسلام کی خاطر اللہ تعالی کی راہ میں ہرقسم کی تکلیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا ۔

(ب) محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی شکر گزاری پر روشنی ڈالیں۔

جواب: شکرکامعنی ہے کہ جب انسان کوکوئی نعمت ملے تو وہ اس نعمت کو للہ تعالی کی مہر بانی سمجھے۔ اس کی وجہ سے غرور اور تکبر کا شکار نہ ہو بلکہ جزو انکسار اختیار کرے۔

محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی مبارک زندگی نہ صرف صبر کا پیکر تھی، بلکہ آپ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے ملنے پر اللہ تعالی کا انتہائی شکر ادا فرماتے تھے۔ آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی مبارک زندگی شکرکا پیکر ہے۔

آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی مسنون دعاؤں میں کثرت کے ساتھ الحمد للہ کے الفاظ ملتے ہیں،جس کا مطلب ہے : تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔

حضور محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَبعض اوقات اتنی عبادت کرتے کہ پاؤں مبارک میں ورم آجاتا۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ اللہ تعالی نے آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکو مقام محمود تک کی بشارت دے دی ہے، پھر آپ محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہ وآصحابہ وسلم
عبادت میں اتنی مشقت کیوں فرماتے ہیں ؟ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے ارشاد فرمایا: ” کا میں اللہ تعالی کا شکر گزار بندہ نہ بنوں)۔

14 حضرت محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکا سادہ طرز زندگی اور قناعت

1.درست جواب کا انتخاب کریں:

(۱) اپنے پاس موجود وسائل پر صبر شکر کرنا اور خوش رہنا کہلاتا ہے :

(1) میانہ روی (ب) امانت داری (ج) ایفائے عہد **(د) قناعت**

(ب) مال و دولت کو بے جا اڑانا، مال کی نمائش کرنا اور غیر ضروری جگہوں پر خرچ کرنا خلاف ہے:

(۱) نظم و ضبط کے **(ب) سادگی کے** (ج) شکر کے (د) ایفائے عہد کے

(ج) ہمیں اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنا چاہیے:

(۱)بے انتہا (ب) خوب زیادہ (ج) بہت کم **(د) اعتدال کے ساتھ**

(۱) خوراک میں سادگی اختیار کرنے سے انسان بچ جاتا ہے:

(۱) بیماریوں سے (ب) موت سے (ج) دشمنوں سے (د) نقصان سے

(ھ) دل کو راحت و سکون ملتا ہے:

(۱) غرور سے (ب) تکبر سے (ج) جھوٹ سے **(د) سادگی سے**

2. مختصر جواب دیں:

(۱) سادگی اور قناعت کا مفہوم تحریر کریں۔

جواب: نمائش ، فضول خرچی اور دکھاوے سے بیچ کر زندگی گزارنا سادگی ہےکے قناعت کا معنی یہ ہے کہ انسان اپنے پاس موجو د وسائل پر صبر شکر کرے اور دل کو خوش رکھے۔

(ب) سادگی کے بارے میں ایک حدیث مبارک کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے فرمایا: " غیر ضروری ناز ونعمت سے بچو۔

(ج) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سادگی اور قناعت کا کیا عالم تھا؟

جواب: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کی خوش حالی کے باوجود دنیا کی آسائش کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

(د)سیرتِ طیبہ سے سادگی کی ایک مثال تحریر کیجیے۔

جواب: حضرت محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی سادگی کا یہ مقام تھا کہ کئی کئی دن فقت دودھ اور کھجور پر گزاراکیا۔

(ھ) حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سادگی اور قناعت کا کیا عالم تھا؟

جواب: گھر میں عام طور پر فاقہ ہوتا تھا لیکن سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا نے کبھی اس کی شکایت نہ کی۔ گھر کا کام کاج خود ہی انجام دیتی تھیں۔

3.تفصیلی جواب لکھیں۔

(۱) اسلامی تعلیمات کی روشنی میں سادگی کی اہمیّت و فضیلت پر نوٹ لکھیں۔

جواب: نمائش ، فضول خرچی اور دکھاوے سے بچ کر زندگی گزارنا سادگی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کی یہ نشانی بیان فرمائی ہے:

ترجمہ: اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ کنجوسی کرتے ہیں اور ان کا خرچ) ان دونوں کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے۔

محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے فرمایا : بے شک سادگی ایمان کا حصہ ہے۔ (سنن ابی داؤد ، حدیث : 4161)

محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی مبارک زندگی سادگی کا بہترین نمونہ ہے۔ آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے فرمایا: " غیر ضروری ناز ونعمت سے بچو۔

نبی کریم محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَسادہ خوراک استعمال کرتے تھے۔

سادگی اور قناعت کرنے سے درج ذیل فائدے حاصل ہوتے ہیں:

سادگی اور قناعت دل کو راحت اور سکون دیتی ہیں۔

سادہ زندگی گزارنے سے مال میں برکت آجاتی ہے۔

سادگی اپنا کر انسان بہت سی پریشانیوں سے بچ جاتا ہے۔

سادگی اختیار کرنے سے معاشرے میں توازن پیدا ہوتا ہے۔

سادگی اختیار کرنے سے جو بچت ہوتی ہے، اس سے ضرورت مندوں کی مدد کی جاسکتی ہے۔
جو لوگ اپنی چیزوں کو نمائش کرتے ہیں وہ دراصل دو سروں کو نیچار کھانا چاہتے ہیں، ایسا کرنے سے اللہ تعالی ناراض ہوتے ہیں۔
خوراک میں سادگی سے انسان بہت سی بیماریوں سے بچارہتا ہے۔ سادہ خوراک کھانے سے انسان میں قناعت پیدا ہوتی ہے۔

15 حضرت محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکا اندازِ گفت گو

1۔درست جواب کا انتخاب کریں:
(۱) حدیث مبارک کے مطابق اچھی بات کرنا ہے :
(۱) نیکی (ب) عادت (ج) رجحان (و) فطرت
(ب) بات کرتے ہوئے ہماری آواز ہونی چاہیے:
(۱) بہت اونچی **(ب) بہت دھیمی** (ج) رعب دار (د) بہت تیز
(ج) قرآن مجید میں گفت گو کا ایک ادب یہ سکھایا گیا ہے کہ بات ہونی چاہیے:
(۱) سیدھی کچی (ب) فصیح و بلیغ (ج) ولوں میں اترنے والی (د) لذت بخش
(د) محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَگفت گو نہیں فرماتے تھے:

(۱) ہر کسی سے **(ب) جلدی جلدی** (ج) اجنبیوں سے (د) بچوں سے
(ھ) خاموش رہنا بہتر ہے:
(۱) لطیفہ سنانے سے **(ب) بری بات کہنے سے** (ج) شعر کہنے سے (د) پہیلی پوچھنے سے
2۔ مختصر جواب دیں:
(الف) بولنے کی صلاحیت کتنی بڑی نعمت ہے ؟
جواب: اللہ تعالیٰ نے انسان کو بولنے کی طاقت عطاکی ہے یہ اللہ تعالی کی اسی نعمت ہے جس کے ذریعے سے ہم اپنی دل کی بات بیان کرسکتے ہیں۔
(ب) قرآن مجید میں گفت گو کا کیا ادب سکھایا گیا ہے ؟
جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہے:
ترجمہ : اے ایمان والو ! اللہ کی نافرمانی سے ڈرو اور بالکل سیدھی (سچی بات کہو۔
(ج) حدیث مبارک میں گفت گو کا کیا ادب سکھایا گیا ہے ؟
جواب: محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے ارشاد فرمایا:
اپنی زبان کو قابومیں رکھو۔
(د) محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکیسے گفت گو فرماتے تھے ؟
جواب:رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے انداز گفت گو کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ آپ غیر ضروری بات نہیں کرتے تھے۔ آپرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکم بولتے تھے لیکن جب بولتے تو صرف وہی بات فرماتے جو انتہائی ضروری ہوتی۔
(ھ) محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے انداز گفت گو کی ایک خوبی تحریر کریں۔
جواب: محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے انداز گفت گو کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ آپ غیر ضروری بات نہیں کرتے تھے۔ آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکم بولتے تھے لیکن جب بولتے تو صرف وہی بات فرماتے جو انتہائی ضروری ہوتی ۔
3۔تفصیلی جواب لکھیں۔
(۱) اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اچھی گفت گو کی اہمیت پر نوٹ لکھیں۔

جواب: اللہ تعالیٰ نے انسان و بولنے کی طاقت عطاکی ہے یہ اللہ تعالی کی اسی نعمت ہے جس کے ذریعے سے ہم اپنی دل کی بات بیان کرسکتے ہیں۔ اللہ تعالی کی سب مخلوقات میں یہ خوبی انسانوں کو حاصل ہے کہ وہ اپنی ہر بات، ہر خیال، ہر رائے اور ہر مشاہدہ دوسرے انسانوں تک پہنچا سکتے ہیں۔
محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکا ارشاد ہے:
ترجمہ: اچھی بات کرنا بھی صدقہ ہے۔
اللہ تعالی نے قرآن مجید میں گفت گو کرنے کے آداب اور طریقے سکھائے ہیں۔ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں سیدھی اور صاف بات کرنے کا حکم دیا ہے ۔ ارشاد باری تعالی ہے:
ترجمہ : اے ایمان والو ! اللہ کی نافرمانی سے ڈرو اور بالکل سیدھی (سچی بات کہو۔
محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے کلام اور ابو لیے میں بہت مٹھاس اور تاثیر تھی۔
آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی ہر بات میں سادہ اور آسان الفاظ کے ساتھ مکمل پیغام ہو تا، آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے الفاظ واضح ہوتے تھے۔
عرب کے لوگ مختلف علاقوں سے تعلق رکھتے تھے ، اس لیے ان لوگوں سے ان کے لب و لہجے اور ذہنی سطح کو مد نظر رکھتے ہوئے کلام کرتے تھے۔

16 میانہ روی

1۔درست جواب کا انتخاب کریں:

(ا) میانہ روی کا معنی ہے:
(ا) مشکل راستہ **(ب) در میانہ راستہ** (ج) آسان راستہ (د) اجنبی راستہ

(ب) اسلام نے عبادت میں مد نظر رکھا ہے:
(ا) افراط کو (ب) تفریط کو **(ج) میانہ روی کو** (د) مجاہدے اور مشقت کو

(ج) باہمی تعلقات اور اختلافات میں رویہ اپنانا چاہیے:
(ا) میانہ روی کا (ب) ہو شیاری کا (ج) شدید محبت کا (د) نظر انداز کرنے کا

(ا) زمین پر چلنا منع ہے:
(ا) بھاگ کر **(ب) اکڑا کڑ کر** (ج) تیز تیز (د) آہستہ آہستہ

موبائل فون اور جدید ٹیکنالوجی کا استعمال کرنا چاہیے:
(ا) بہت زیادہ (ب) بہت کم (ج) بالکل نہیں **(د) اعتدال کے ساتھ**

2۔ مختصر جواب دیں:

(ا) میانہ روی کا مفہوم کیا ہے ؟
جواب: زندگی کے تمام معاملات میں انتہا پسندی سےبچ کر اعتدال اور توازن کے ساتھ زندگی گزار نامیانہ روی کہلاتا ہے۔

(ب) میانہ روی کے بارے میں ایک قرآنی آیت کا ترجمہ لکھیں۔
جواب: اللہ تعالی کا ارشاد ہے:
ترجمہ : نہ تو بلند آواز سے نماز پڑھو اور نہ بالکل آہستہ بلکہ ان دونوں کے در میان اعتدال کا راستہ تلاش کرو۔

(ج) میانہ روی کے بارے میں ایک حدیث نبوی کا ترجمہ لکھیں۔
جواب: محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے ارشاد فرمایا کہ جب کسی سے دوستی کرو تو میانہ روی کے ساتھ کرو، ہو سکتا ہے کہ وہ کسی دن آپ سے ناراض ہو جائے، اور جب کسی سے ناراض ہو تو بھی اعتدال کے ساتھ ہو ، ہو سکتا ہے کہ وہ کسی دن تمھارا دوست بن جائے۔

(د) میانہ روی کے دو فائدے تحریر کریں۔
جواب: میانہ روی اختیار کرنے والا نادار نہیں ہوتا۔
میانہ روی اختیار کرنے والا بری نظر سے محفوظ رہتا ہے۔

(ہ) جدید ٹیکنالوجی کے استعمال کا ضابطہ کیا ہے ؟
جواب: جدید آلات و وسائل ایک نعمت ہیں، لیکن ان کا حد سے زیادہ استعمال جان، مال، وقت اور صحت کے نقصان کا باعث بنتا ہے۔

ہمیں چاہیے کہ زندگی کے تمام معاملات میں اعتدال اور میانہ روی کو اپنائیں۔

3۔تفصیلی جواب لکھیں۔

(۱) میانہ روی کی فضیلت و اہمیت بیان کریں۔

جواب: میانہ روی کا معنی ہے۔ درمیانہ راستہ زندگی کے تمام معاملات میں انتہا پسندی سے بچ کر اعتدال اور توازن کے ساتھ زندگی گزار نامیانہ روی کہلاتا ہے۔ ہمارے دین میں میانہ روی کی تعلیم بہت تاکید کے ساتھ دی گئی ہے۔ ان کاموں کو بہترین کام قرار دیا گیا ہے جو میانہ روی کے ساتھ کیے جائیں۔

دین اسلام کی ایک خوبی یہ ہے، کہ وہ زندگی کے تمام معاملات میں میانہ روی کی راہ اپنانے کی تعلیم دیتا ہے، اس لیے قرآن مجید میں مسلمانوں کو امت وسط یعنی در میانی امت کہا گیا ہے۔ ہمارے دین کی تعلیم یہ ہے کہ بہترین کام وہ ہیں جو میانہ روی کے ساتھ کیے جائیں"۔

محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے زندگی کے تمام معاملات میں میانہ روی کا دامن تھامے رکھنے کی تاکید ہے۔ آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکا یہ بھی ارشاد ہے کہ اللہ تعالی کے نزدیک بہترین اعمال وہ ہیں جو ہمیشہ کیے جائیں خواہ وہ تھوڑے ہی کیوں نہ ہوں۔

(ب) عبادت میں میانہ روی پر روشنی ڈالیں ۔

جواب: دنیاوی زندگی کے معاملات تو ایک طرف، اسلام میں عبادات اور نیکی کرنے میں بھی میانہ روی کا حکم دیا گیا ہے۔ ایک مرتبہ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم رات بھر نمازپڑھتے ہو اور دن بھر روزہ رکھتے ہو۔ انہوں نے کہا: بے شک ایساہی ہے۔ آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے فرمایا کہ ایسا نہ کرو۔ نماز بھی پڑھو اور نیند بھی پوری کرو ، روزہ بھی رکھو اور چھوڑو بھی، کیوں کہ تمھارے جسم کا بھی تم پر حق ہے۔

نماز ایک افضل عبادت ہے مگر اس کے ادا کرنے میں بھی اعتدال اختیار کرنا چاہیے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

ترجمہ : نہ تو بلند آواز سے نماز پڑھو اور نہ بالکل آہستہ بلکہ ان دونوں کے در میان اعتدال کا راستہ تلاش کرو۔

سخاوت ایک قابل قدر صفت ہے، اللہ تعالی کی راہ میں خرچ کرنے کا بہت اجر ہے، لیکن اسلام نے سخاوت کے معاملے میں بھی بے اعتدالی سےبچنے کی تعلیم دی ہے، کہ تم دوسروں کو اتنا مال مت دو کہ خود محتاج بن جاؤ۔

17 سخاوت و ایثار

1۔درست جواب کا انتخاب کریں:

(۱)دل کی خوشی سے مال خرچ کرنا کہلاتا ہے :

(الف) ایثار (ب) میانہ روی (ج) کفایت شعاری **(د)سخاوت**

(ب) وہ مال دار لوگ نا پسندیدہ ہیں جو مال کو خرچ نہیں کرتے:

(الف) اعلیٰ ترین لباس کے لیے **(ب) اللہ تعالی کے راستے میں** (ج) آرائش و زیبائش پر (د)اہل و عیال کی خواہشات پر

(ج) حدیث مبارک کے مطابق اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے والے انسان کے لیے دعا کرتے ہیں:

(۱)فرشتے (ب) جنات (ج) پرندے (د) درخت

(د) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھر کا سارا مال پیش کر دیا:

(۱)غزوہ بدر میں (ب) غزوہ احد میں (ج) غزوہ احزاب میں **(د) غزوہ تبوک میں**

(ھ) اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے والے محفوظ رہتے ہیں:

(۱)موت سے (ب) بہت سے گناہوں سے (ج) بہت سے فتنوں سے **(د) بہت سے حادثات سے**

2۔ مختصر جواب دیں:

(۱)سخاوت کا مفہوم تحریر کریں۔

جواب: سخاوت سے مراد یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوش نودی کی خاطر ضرورت مندوں کی مدد کرے۔ وہ ان سے بدلے کی امید نہ رکھے اور اس کا مقصد دکھاوا اور نمائش بھی نہ ہو۔

(ب) سخاوت کی فضیلت پر ایک حدیث نبوی کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکا فرمان ہے اللہ تعالی سخی ہے اور سخاوت کو پسند کرتا ہے۔

(ج) ایثار کا معنی و مفہوم تحریر کریں۔

جواب: ایثار کا معنی ہے۔ اپنی ذات پر دوسروں کوترجیح دینا۔ دوسروں کے لیے ایثار کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔

(د) سخاوت کے کوئی سے دو فائدے لکھیں۔

جواب: سخی شخص خوش رہتا ہے جب کہ بخیل ہمیشہ پریشان رہتا ہے۔سخاوت کی وجہ سے مال بڑھتا ہے اور بخل ولالچ سے مال کم ہوتا ہے۔

(ہ) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سخاوت کا ایک واقعہ لکھیں۔

جواب: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت سا مال کئی موقعوں پر اسلام کی سربلندی کے لیے خرچ کیا۔ غزوۂ تبوک کے موقع پر اپنےگھر کا سارا سامان محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی خدمت میں پیش کر دیا۔

3۔تفصیلی جواب لکھیں۔

(١)سخاوت کی فضیلت پر نوٹ لکھیں۔

جواب: اسلام کے عبادت کے نظام میں سخاوت بہت اہمیت رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: " ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ تعالی کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، ایک دانے کی طرح ہے، جس کے سات خوشے ہوں، اور ہر خوشے میں سو دانے ہوں، اور اللہ تعالیٰ بڑھاتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے ، اوراللہ تعالیٰ وسعت والا اور جاننے والا ہے۔ "اللہ تعالی نے قرآن مجید میں ان لوگوں کی مذمت بیان کی ہے جو اپنے مال کو گن گن کر رکھتے ہیں اور اسے اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے۔

ارشاد باری تعالی ہے

جو مال جمع کرتا اور اس کو گن گن کر رکھتا ہے ۔ (اور) خیال کرتا ہے کہ اس کا مال اس کی ہمیشہ کی زندگی کا سبب ہوگا ۔

محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکا فرمان ہے اللہ تعالی سخی ہے اور سخاوت کو پسند کرتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے ارشاد فرمایا کہ ہر روز صبح کے وقت دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں اور یہ دعا کرتے ہیں: "اے اللہ خرچ کرنے والے کو اور زیادہ عطا کر اور روک کر رکھنے والے سے تو بھی روک لے۔ "

(ب) مشاہیر اسلام کے ایثار پر روشنی ڈالیں۔

جواب: تاریخ اسلام ہمارے بزرگوں کی سخاوت و فیاضی کے واقعات سے بھری ہوئی ہے۔ حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالی عنها عرب کی مال دار خاتون تھیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ساری دولت اسلام کی تبلیغ کے لیے خرچ ہوئی۔ مکہ مکرمہ کی مخطرات میں گھری ہوئی زندگی میں حضرت خدیجہ رضي اللہ تعالی عنها، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے مال دار مسلمانوں نے بہت سے غلاموں کو کافروں سے خرید کر آزاد کیا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت سا مال کئی موقعوں پر اسلام کی سربلندی کے لیے خرچ کیا۔ غزوۂ تبوک کے موقع پر اپنے گھر کا سارا سامان محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس موقع پر گھر کا آدھا سامان لے آئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سخاوت نقدر قم کے علاوہ نو سو اونٹ اور ایک سو گھوڑے تک جا پہنچی۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخاوت میں اپنی مثال آپ تھے۔

18 تعلیم و تعلّم کے آداب

1۔درست جواب کا انتخاب کریں:

(١) علم سکھانے کو کہتے ہیں:

(١)تعلیم (ب) تعلم (ج) علم (د)تلمذ

(ب) علم سیکھنے کو کہتے ہیں:

(١)تدریس (ب) تربیت **(ج) تعلم** (د) تلمیذ

(ج) اسلام کی نظر میں برابر نہیں ہو سکتے:

(١)عربی اور عجمی **(ب) عالم اور جاہل** (ج) شہری اور دیہاتی (د)امیر اور غریب

(د)طالب علم کے پاؤں کے نیچے اپنے پر بچھاتے ہیں:

(١)جنات (ب) پرندے (ج) نظر نہ آنے والی مخلوق **(د)فرشتے**

(ه) فائدہ مند علم وہ ہوتا ہے جس سے انسان کو فائدہ ہو :

(۱)مالی (ب) جسمانی (ج) روحانی **(د)روحانی اور جسمانی**

2. مختصر جواب دیں:

(الف) تعلیم و تعلم کا مفہوم تحریر کریں۔

جواب: تعلیم کا معنی ہے: علم سکھانا اور تعلم کا معنی ہے علم حاصل کرنا۔ علم سکھانے والے کو معلم یا استاد اور علم سیکھنے والے کو متعلم یا طالب علم کہتے ہیں۔

(ب) علم حاصل کرنے کی ایک فضیلت لکھیں۔

جواب: علم کے حصول سے جنت کے راستے آسان ہوتے ہیں، محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکا فرمان ہے: ”جو شخص علم حاصل کرنے کے راستے پر چلتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرمادیتے ہیں ۔ “

(ج) طالب علم کو کسی نیت سے علم سیکھنا چاہیے ؟

جواب: علم سیکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا اور انسانیت کی بھلائی کی نیت کرنی چاہیے ۔

(د) طالب علم کو استاد سے کیسے سوال کرنا چاہیے ؟

جواب: جو بات سمجھ میں نہ آئے وہ ادب و احترام کے ساتھ استاد صاحب سے پوچھ لینی چاہیے۔

(ه) علم نافع سے کیا مراد ہے؟

جواب: علم نافع یعنی فائدہ مند علم :فائدہ مند علم حاصل کرنے والا اور اسے سکھانے والا دونوں اللہ تعالی کو بہت پسند ہیں۔ اس محنت میں لگنے والا انسان دنیا میں بھی عزت پاتا ہے اور آخرت میں بھی سرخ رو ہوتا ہے۔

3.تفصیلی جواب لکھیں۔

(الف) علم سکھانے کے کیا آداب ہیں؟

جواب: علم سکھانے کے آداب مندرجہ ذیل ہیں:

وقت کی پابندی کے ساتھ علم سکھانا چاہیے۔

سختی کے بجائے نرمی کو تعلیم کا ذریعہ بنانا چاہیے۔

اچھی اچھی مثالوں کے ذریعے سے تفہیم کی کوشش کرنی چاہیے۔

علم سیکھنے والوں کی استعداد اور ذہنی صلاحیت کا خیال رکھنا چاہیے۔

عمدہ، نفیس اور سلجھے ہوئے انداز میں صاف ستھری گفت گو کرنی چاہیے۔

اخلاص یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول اور انسانیت کی بہتری کے لیے اس مشغلے میں لگنا چاہیے ۔

(ب) علم سیکھنے کے کیا آداب ہیں ؟

جواب: علم سیکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا اور انسانیت کی بھلائی کی نیت کرنی چاہیے ۔

. استاد کا ادب و احترام ہمیشہ کرنا کے لیے لازم ہے۔

جو چیز میں علم کے حصول کا ذریعہ ہیں، جیسے کاپی ، کتاب ، پنسل ، سکول کی عمارت وغیرہ ان سب کا ادب و احترام بھی ضروری ہے۔

بلا وجہ ناغہ کرنا علم کے حصول کے مرحلے میں بہت نقصان دو چیز ہے۔

روز کام کرنے والے طلبہ آگے نکل جاتے ہیں۔

اپنے ہم جماعت ساتھیوں سے ہم دردی اور تعاون کا رویہ رکھنا چاہیے۔

19 بُری عادت سے اجتناب

1.درست جواب کا انتخاب کریں:

(۱) اللہ تعالیٰ کی رضا کے بجائے لوگوں کو دکھانے کے لیے کوئی نیکی یا عبادت انجام دینا کہلاتا ہے:

(۱) میانہ روی (ب) رواداری **(ج) ریا کاری** (د) فساد فی الارض

(ب) نیتوں پر دارو مدار ہے:

(۱) حالات کا (ب) واقعات کا (ج) رشتوں کا **(د) اعمال کا**

(ج) قرآن مجید میں ریا کاری کو عادت قرار دیا گیا ہے:

(۱) منافقین کی (ب) فارسیوں کی (ج) رومیوں کی (د) عیسائیوں کی

(د) حدیث نبوی میں شرک قرار دیا گیا ہے :

(۱)غصے کو **(ب) ریا کاری کو** (ج) فضول خرچی کو (د) غیبت کو

(ﮦ) نمود و نمائش اور دکھلاوا کرنے والا شخص کوشش کر رہا ہوتا ہے :
(۱) دوسروں سے محبت کی (ب) دوسروں کو سمجھانے کی **(ج) دوسروں کو نیچا دکھانے کی**
(د) دوسروں کا دل جیتنے کی

2 مختصر جواب دیں۔

(۱)ریا کاری اور نمود و نمائش سے کیا مراد ہے ؟

جواب: ریا کاری کا معنیٰ ہے: دکھلاوا ۔ اللہ تعالی کی رضا کے بجائے لوگوں کو دکھانے کے لیے کوئی نیکی یا عبادت انجام دینا'ریا کاری 'کہلاتا ہے۔ نمود و نمائش کا معنیٰ ہے دو سروں کومتاثر کرنے، ان پر رعب ڈالا ا نھیں نیچے دکھانے کی کو شش کرنا ۔

(ب) نمود و نمائش اور ریا کاری کے بارے میں ایک آیت کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: اللہ تعالی اہل ایمان کو مخاطب کر کے ارشاد فرماتا ہے:
اے ایمان والو اپنے صدقات کومت ضائع کرو احسان جتا کر اور تکلیف پہنچا کر اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کو کھانے کے لیے خرچ کرتا ہے وہ در حقیقت اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتا ہے۔

(ج) نمود و نمائش اور ریاکاری کے بارے میں ایک حدیث کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے فرمایا:
"جو شخص دنیا میں نمائش کا لباس پہنے گا اللہ تعالی اسے قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنے گا۔

(د) سادہ خوراک استعمال کرنے کا کیا فائدہ ہے ؟

جواب: خوراک میں تکلف اور نمود و نمائش سے بیچ کر انسان بہت سی بیماریوں سے بچارہتا ہے۔ سادہ خوراک کھانے سے انسان میں قناعت پیدا ہوتی ہے۔

(ﮦ) رہائش میں نمود و نمائش سے کیسے بچا جا سکتا ہے ؟

جواب: انسان بڑے بڑے محلات کی بجائے ایسے گھر میں زندگی بسر کرے جس میں ضروری رہائش کا انتظام ہو۔
حضرت محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے عمارتوں کی بلندی پر فخر کرنے کو میں قیامت کی نشانی قرار دیا۔

تفصیلی جواب دیں۔

(۱) نمود و نمائش اور ریا کاری سے بچنے کی اہمیت و فضیلت پر نوٹ لکھیں۔

جواب: قرآن مجید میں جابجا ریاکاری کی مذمت بیان ہوئی ہے۔ اسے باعث عذاب اور نیکی کو ضائع کرنے والا عمل قرار دیا گیا۔ یعنی جس نیکی میں بھی ریاشامل ہو جائے وہ نیکی ضائع ہو جاتی ہے اللہ تعال کے ہاں شرف قبولیت نہیں پاتی۔ صدقہ و خیرات کے ضمن میں اللہ تعالی اہل ایمان کو مخاطب کر کے ارشاد فرماتا ہے:
اے ایمان والو اپنے صدقات کومت ضائع کرو اور احسان جتا کر اس کی طرح جو اپنا مال لوگوں کو کھانے کے لیے خرچ کرتا ہے وہ در حقیقت اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتاہے۔
ریا کاری در اصل کافروں کا شیوہ اور منافقوں کی خصلت ہے تو اس سے یہ بات سمجھی جاسکتی ہے کہ ریا ایک طرح کا شرک ہی ہے ، جیسا کہ نبی کریم محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکا ارشاد ہے :
''تھوڑا سا ریا بھی شرک ہے ۔ ''
مسلمان کو زندگی کے ہر معاملے میں خود نمائی اور نمود و نمائش سے بچنا چاہیے، ایسا کرنے سے انسان بہت سے فائدے حاصل کر سکتا ہے۔ خوراک میں تکلف اور نمود و نمائش سے بچ کر انسان بہت سی بیماریوں سے بچارہتا ہے۔ سادہ خوراک کھانے سے انسان میں قناعت پیدا ہوتی ہے۔
رہائش میں نمود و نمائش اور تکلف سے بچنا بہت ضروری ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ انسان بڑے بڑے محلات کی بجائے ایسے گھر میں زندگی بسر کرے جس میں ضروری رہائش کا انتظام ہو۔ حضرت محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے عمارتوں کی بلندی پر فخر کرنے کو میں قیامت کی نشانی قرار دیا۔

(ب) نمود و نمائش اور ریاکاری کے نقصانات تحریر کریں۔

جواب: نمود و نمائش سے ان لوگوں کی دل آزاری ہوتی ہے جو مالی وسعت نہیں رکھتے۔
نمود و نمائش کی آرزو ہی انسان کو قناعت اور صبر و شکر جیسی صفات سے عاری بناتی ہے۔
زندگی میں نمود و نمائش سے کام لینے والا شخص تکبر اور فضول خرچی جیسے گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔
جو شخص بہت زیادہ نمود و نمائش سے کام لیتا ہے وہ حاسدین کے حسد اور چشم بد کا شکار ہو کر اپنا نقصان کر بیٹھتا ہے۔

نمود و نمائش انسان کو حرص و ہوس کینہ و حسد جیسی اخلاقی کمزوریوں کا شکار کرتی ہے، نمود و نمائش کی خواہش انسان کو ایسے کاموں کی طرف رغبت دلاتی ہے جو شریعت کی رو سے بھی جائز نہیں ہیں یا جن کی اسلام میں بھی ممانعت کی گئی ہے۔
انسان جھوٹی شان و شوکت اور دکھاوے کی زندگی حاصل کرنے کے لیے بعض اوقات ایسے ایسے کام بھی کر گزرتا ہے کہ جو اسے انسانیت کے درجے سے گرا دینے کے لیے کافی ہے۔
نمود و نمائش اور دکھلاوا کرنے والا شخص دوسروں کو نیچا دکھانے کی کوشش کرتا ہے جو بہت بڑا گنا ہ ہے۔

20 حُقوقُ العباد

1۔درست جواب کا انتخاب کریں:

(۱) قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک صفت بیان کی گئی ہے :
(1) خلیفة الله **(ب) مہمان نواز** (ج) کلیم الله (د) نجی الله

(ب) عزت، احترام اور تقدس حق ہے:
(۱) پڑھی لکھی عورت کا (ب) رشتہ دار عورت کا (ج)بوڑھی عورت کا **(د) ہر عورت کا**

(ج) بیٹیوں اور عورتوں کو وراثت میں سے حصہ دینا ہے:
(۱) فرض (ب) مستحب (ج) مباح (د) رواج

(د)رمضان کے روزے موخر کرنے اور قصر نماز پڑھنے کی رخصت دی گئی ہے:
(۱) طالب علم کو (ب) ڈاکٹر کو (ج) حافظ قرآن کو **(د)مسافر کو**

(ھ) ساتھیوں اور دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے سے پتہ چلتا ہے:
(۱) صاحب علم ہونے کا (ب) مال دار ہونے کا **(ج)اچھی تربیت کا** (د) دینی گھرانے کا

2 مختصر جواب دیں۔

(۱) مہمان کے اکرام کی ایک فضیلت تحریر کریں۔
جواب: جو شخص آپ سے ملاقات کے لیے آپ کے گھر ، دفتر یا رہنے کی جگہ آئے وہ آپ کا مہمان ہے۔ اس کی عزت کرنا اور اس کی ضرورت کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ ہمارے دین میں مہمان کی آمد کو رحمت اور برکت کا قرار دیا گیا ہے۔

(ب) خواتین کے ساتھ حسن سلوک کی کیا فضیلت ہے ؟
جواب: حضرت محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے فرمایا: میں تمھیں عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔

(ج) بچیوں کی تعلیم کے بارے میں اسلام کا نکتہ نظر کیا ہے ؟
جواب: بہت سے لوگ بیٹیوں کو پڑھانے میں سستی یا لاپروائی سے کام لیتے ہیں ، جو شریعت کی روشنی میں ناجائز ہے۔ بچیوں کی اچھی و تربیت کرنے والے کو قیامت کے دن حضرت محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکا ساتھ نصیب ہوگا۔

(د) مسافروں سے حسن سلوک کا کیا فائدہ ہے ؟
جواب: محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ مسافر کو راستہ بتانے پر صدقے کا ثواب ملتا ہے۔

(ھ) ساتھیوں کے ساتھ حسن سلوک کس بات کی نشانی ہے؟
جواب: جب کوئی انسان اپنے ساتھیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کی اچھی تربیت ہوئی ہے اور وہ اچھا انسان ہے ۔

تفصیلی جواب دیں۔

(۱) مہمانوں کے حقوق پر روشنی ڈالیں۔
جواب: مہمان نوازی کے متعلق حضور محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے فرمایا :
جو شخص اللہ تعالی اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے ، اسے چاہیے کہ وہ مہمان کی عزت نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد مدینہ منورہ آیا۔ آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے انھیں مسجد نبوی میں ٹھہرایا اور مہمانوں کی پوری پوری خاطر داری کی۔ انھیں مسجد میں اپنے طریقے سے عبادت کرنے کی اجازت بھی دی ۔

حضرت رملہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھروں کو آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَمہمان خانے کے طور پر استعمال کرتے تھے، جہاں باہر سے آئے ہوئے مہمان ٹھہرتے اور ان کی خدمت کا عمدہ انتظام کیا جاتا۔ ایک مرتبہ ایک صحابی کے گھر ایک مہمان آگیا۔ ان کی بیوی نے بتایا کہ صرف اتنا کھانا ہے جو بچوں کے لیے کافی ہو۔ صحابی نے بیوی سے کہا کہ بچوں کو کسی طرح بہلا کر سلا ور اور جب مہمان کھانے پر بیٹھے تو چراغ بجھا دینا تا کہ وہ سمجھے کہ ہم بھی ساتھ کھا رہے ہیں۔ اس طرح سارا کھانا مہمان کو کھلایا اور خود بھوکے رہو گئے۔

(ب) مسافروں کے کیا حقوق ہیں؟

جواب: قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں مسافر کے بہت سے حقوق بیان کیے گئے ہیں، ان میں سے چند ایک یہ ہیں :

مسافر کو راستہ بتانا چاہیے ۔

مسافر کو عزت اور دعا کے ساتھ رخصت کرنا چاہیے۔

ضرورت کے وقت مسافر کا بوجھ اٹھا لینا چاہیے ۔

مسافر کو کھلانا اوراس پر خرچ کر نا قر آن کا حکم ہے ۔

ضرورت کے وقت طبی امداد فراہم کرنا چاہیے۔

اس کی اجنبیت کے احساس کو کم کر نا ثواب کا کام ہے۔

واپسی پر خندہ پیشانی کے ساتھ مسافر کا استقبال کرنا۔

21 نظم و ضبط اور قانون کا احترام

1.درست جواب کا انتخاب کریں:

(۱) انسان کا اپنی ذاتی اور اجتماعی زندگی میں اصول ، ضابطے اور قانون کے مطابق چلنا کہلاتا ہے:

(۱)میانہ روی (ب) ثقافت (ج) روشن خیال **(د) نظم وضبط**

(ب) نظم و ضبط کی دل کش تصویر ہے:

(۱)نفلی عبادت (ب) زکوۃ **(ج) نماز با جماعت** (د)رسم عقیقہ

(ج) تعلیمات نبویہ کے مطابق سب انسان برابر ہیں:

(۱) عبادت کے معاملے میں (ب) حج کی ادائی میں **(ج) قانون کی نظر میں** (1) کھانے پینے میں

(۱) چور کی سزا ہے:

(۱) عمر قید **(ب) ہاتھ کا منا** (ج) جلا وطنی (د) سو کوڑے

(ھ) کسی بھی فوج کی تمام تر قوت کا راز ہے :

(۱) اسلحہ **(ب) نظم وضبط** (ج) تجربہ (د) سپاری

2.خالی جگہ پر کریں:

(۱) سورج ، چاند، ستارے سب ایک **قانون** میں بندھے ہوئے ہیں۔

(ب) تمام حجاج **ایک** طرز کا لباس زیب تن کرتے ہیں۔

(ج) با جماعت نماز ادا کرنے سے **اطاعت** کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

(د) محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی تعلیمات کےمطابق قانون کی نظر میں سب **برابرہے**۔

(ھ) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقدمے کا فیصلہ **یہودی** کے حق میں کر دیا۔

3. مختصر جواب دیں۔

(۱)نظم و ضبط سے کیا مراد ہے ؟

جواب: نظم وضبط کا معنی ہے: انسان کا اپنی ذاتی اور اجتماعی زندگی میں اصول، ضابطے اور قانون کے مطابق چلنا۔ کسی ادارے، شہر اور ملک کا نظام چلنے کےلیے جو اصول طے کیے جاتے ہیں، ان اصولوں کے مطابق زندگی گزارنا نظم وضبط کی پابندی کہلاتا ہے۔

(ب) احترام قانون سے کیا مراد ہے؟

جواب: قانون معاشرے میں نظم وضبط قائم رکھنے کے لیے بنایا جاتا ہے، تاکہ ہر شخص مقررہ حدود کے اندر رہ کر اپنے وسائل سے فائدہ اٹھائے اور ملکی ترقی کے لیے کام کرکے ۔

(ج) نظم وضبط اور احترام قانون کے بارے میں ایک آیت قرآنی لکھیں۔

جواب: اللہ تعالی نے قرآن مجید میں نظم وضبط کے قیام اور احترام قانون کا حکم دیا ہے: ترجمہ :اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور (اس کے)رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی اطاعت کرواور اُن کی جو تم میں سے صاحب اختیار ہیں۔

(د) نظم وضبط اور احترام قانون کے بارے میں ایک حدیث نبوی لکھیں۔

جواب: محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی نک حبشی بھی تمہاری قیادت کرے تو اس کی بھی اطاعت کرو۔

(ہ) ہم زندگی میں کیسے نظم وضبط اختیار کر سکتے ہیں؟

جواب: اپنے ہر روزمرہ کے کاموں کو ترتیب لگا کر احسن طریقے سے کرنے کی کوشش کرکے نظم و ضبط اختیار کیا جاسکتا ہے۔

تفصیلی جواب دیں۔

(۱) نظم و ضبط اور احترام قانون کی اہمیت بیان کریں۔

جواب: قانون معاشرے میں نظم وضبط قائم رکھنے کے لیے بنایا جاتا ہے، تاکہ ہر شخص مقررہ حدود کے اندر رہ کر اپنے وسائل سے فائدہ اٹھائے اور ملکی ترقی کے لیے کام کرکے۔اللہ تعالی نے دنیا میں مختلف پیغمبر اور نبی بھیجے تا کہ انسانوں کو زندگی گزارنے کا بہترین نظام دیا جائے اور انھیں کسی قاعدے اور قانون کے مطابق زندگی بسر کرنے کا عادی بنایا جائے۔ نظم وضبط اچھی زندگی گزارنے کی بنیادی شرط ہے، اسی لیے اسلام نے اس اصول کی پابندی پر بڑا زور دیا ہے۔ قرآن مجید میں قانون شکنی اور بد نظمی کی مذمت ان الفاظ میں کی گئی ہے:

ترجمہ : اور زمین میں فساد مچاتے نہ پھرو۔

اللہ تعالی نے قرآن مجید میں نظم وضبط کے قیام اور احترام قانون کا حکم دیا ہے: ترجمہ :اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور (اس کے) محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی اطاعت کرواور اُن کی جو تم میں سے صاحب اختیار ہیں۔

محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی نک کٹا حبشی بھی تمہاری قیادت کرے تو اس کی بھی اطاعت کرو۔

اگر ہم اپنے گرد و پیش نظر دوڑائیں تو معلوم ہو گا کہ کائنات کا ذرہ ذرہ ایک خاص قاعدے اور قانون کا پابند ہے۔ سورج ، چاند، ستارے سب ایک قانون میں بندھے ہوئے ہیں۔ زمین ایک خاص رفتار سے گھوم رہی ہے۔ دن رات ایک خاص اصول کے ساتھ باری باری ظہور پذیر ہو رہے ہیں۔نباتات، جمادات اور حیوانات سب ایک مخصوص قانون کے تابع ہیں۔ خود انسانی جسم کے اعضا بھی کسی ضابطے کے پابند ہیں۔ اس پابندی میں کہیں نقص پیدا ہوتا ہے توانسانی جس مختلف امراض کا شکار ہو جاتا ہے۔

(ب) نظم و ضبط اور احترام قانون کے فوائد پر روشنی ڈالیں۔

جواب: نظم و ضبط کی اہمیت و افادیت) کا اندازہ ہم اپنی سماجی، تمدنی اور معاشرتی زندگی پر سرسری نظر ڈال کر لگا سکتے ہیں، مثلاً: تعلیمی اداروں میں نظم و ضبط کا ہونا اشد ضروری ہے۔ سکول یا کالج کی کسی جماعت میں بھی نظم وضبط کے بغیر تدریس نا ممکن ہے۔

عام مشاہدہ ہے کہ ٹریفک جام ہونے کی سب سے بڑی وجہ بد نظمی ہوتی ہے۔ جرائم تبھی جڑ پکڑتے ہیں جب قانون شکنی عام ہو جاتی ہے۔ لڑائی جھگڑے حب زور پکڑتے ہیں، جب زندگی نظم وضبط کی پابند نہیں رہتی۔ صحت کی خرابی کے پیچھے بھی کھانے پینے اور آرام میں، نظم وضبط نہ ہونے کا سبب کار فرما ہوتا ہے۔ فوج کی تمام تر قوت کاراز نظم وضبط میں ہے۔ جس فوج کا نظم وضبط کمزور ہو جائے، وہ اپنی عددی برتری اور اسلحے کی فراوانی کے باوجود دشمن کے مقابلے میں نہیں ٹھہر سکتی۔ فوج میں ایک سپاہی کے لیے حکم کو ماننا اور نظم وضبط کا مظاہرہ کرنا بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ غزوہ بدر میں مسلمانوں نے محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی قیادت میں نمایاں اور عظیم الشان کامیابی حاصل کی۔

22 کسبِ حلال

1۔درست جواب کا انتخاب کریں:

(۱) حلال اور جائز ذرائع سے روزی کمانا کہلاتا ہے:

(۱) کفایت شعاری (ب) قناعت (ج) صبر و شکر **(د) کسب حلال**

(ب) نبی کریم محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے حلال روزی کمانے کے لیے محنت کرنے کو قرار دیا:

(۱) اچھی عادت (ب) سلیقہ مندی **(ج) فرض و لازم** (د) غیر ضروری

(ج) امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ تجارت کرتے تھے :

(۱) برتنوں کی **(ب) کپڑے کی** (ج) کتابوں کی (د)شہد کی

(د)حضرت دا ود علیہ السّلام بناتے تھے :

(۱)پتھر کی چیزیں (ب) لکڑی کا سامان **(ج)تلواریں اور زر ہیں** (د) کپڑا

محنت کش دوست ہے:

(۱) لوگوں کا (ب) فرشتوں کا **(ج) اللہ تعالی کا** (د)بچوں کا

2.خالی جگہ پر کریں:

(۱) رزق حلال کمانے کی فکر کرنا تقوئی اور توکل کے **منافی نہیں.**

(ب) حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کا شمار **مال دار** صحابہ میں ہوتا تھا۔

(ج) محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے تجارت کے لیےملک **شام** کے سفر کیے تھے۔

(د) مسلمانوں نے غزوہ **احزاب** میں خندق کھو دی تھی۔

(ہ) امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ **کپڑے** کی تجارت کرتے تھے۔

3. مختصر جواب دیں.

(۱) کسب حلال سے کیا مراد ہے ؟

جواب: کسب کا معنیٰ ہے : کمانا ۔ حلال کا معنیٰ ہے: جائز اور درست ۔کسب حلال کامعنی ہےحلال اور جائز ذرائع سے روزی کمانا۔

(ب) کسب حلال کے کوئی سے دو فائدے لکھیں.

جواب: 1۔حلال کھانے والے کی دعائیں قول ہوتی ہیں۔ وہ انے اور اپنے خاندان والوں کے لیے ضروریات زندگی کا جائز انتظام کر سکتا ہے۔2۔حلال روزی کے لیے محنت سے عزّتِ نفس اور خود داری پروان چڑھتی ہے۔

(ج) مختلف انبیاء کرام عَلَیْھُمَا السّلام کے پیشے تحریر کریں.

جواب: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کپڑے کی تجارت کرتے تھے ۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔

(د) کسب حلال کمے بارے میں ایک آیت قرآنی کا ترجمہ لکھیں.

جواب: اللہ تعالی کا ارشاد ہے

ترجمہ : اے ایمان والو! ان پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تمھیں عطا کی ہیں اور اللہ کا شکر ادا کرو اگرتم صرف اس کی عبادت کرتے ہو۔

(ھ) کسب حلال کے بارے میں ایک حدیث نبوی کا ترجمہ لکھیں.

جواب: آپ نے فرمایا:

ترجمہ : حلال روزی طلب کرنا دوسرے فرائض کے بعد ایک اہم فریضہ ہے۔

تفصیلی جواب دیں.

(۱) کسب حلال پر قرآن و سنت کی روشنی میں نوٹ لکھیں.

جواب: کسب کا معنیٰ ہے : کمانا ۔ حلال کا معنیٰ ہے: جائز اور درست ۔کسب حلال کامعنی ہےحلال اور جائز ذرائع سے روزی کمانا۔

روزی کا حصول ہر انسان کی فطری ضرورت ہے۔ اسلام میں فطرت کے اس تقاضے کو جائز ذرائع سے پورا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق رزق حلال حاصل کرنے کی فکر تو کل اور تقویٰ کے منافی نہیں ہے، بلکہ مسلمان کو کسب حلال کا حکم دیا گیا ہے تا کہ وہ فکر معاش سے آزاد ہو کر اللہ کی عبادت کر سکے اور اسے کسی کے آگے ہاتھ بھی نہ پھیلانا پڑے۔

اسلام میں روزی کمانے کا ہر وہ ذریعہ حلال ہے، جس کی بنیاد انصاف اور سچائی پر ہو اور اس میں کسی کا نقصان نہ ہو، جیسے تجارت ، ملازمت، کھیتی باڑی ، مزدوری اور صنعت کاری و غیر ہ البتہ اسلام میں سودی کاروبار ، رشوت، نظم، غصب، جوئے، ملاوٹ اور ذخیرہ اندوزی کے ذریعے سے مال کمانے کی اجازت نہیں ہے۔ ان چیزوں سے جو مال حاصل ہوتا ہے، وہ مال حرام ہے۔

ہمارے دین اسلام نے محنت سے کام کرنے پر بہت زور دیا ہے۔ محنت کرنے اور خود اپنی روزی کمانے والے کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے۔ اللہ تعالی نےقرآن مجید میں حلال کھانے کا حکم دیا ہے۔
اللہ تعالی کا ارشاد ہے
ترجمہ : اے ایمان والو! ان پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تمھیں عطا کی ہیں اور اللہ کا شکر ادا کرو اگرتم صرف اس کی عبادت کرتے ہو۔

23 قومی املاک وو سائل کے استعمال کے آداب

1۔درست جواب کا انتخاب کریں:

(ا)سرکاری عہدے اور وسائل سرکاری ملازمین کے پاس ہیں :
(۱) ایک امانت (ب) نام و نمود کا ذریعہ (ج) تعلیمی قابلیت کا پھل (د) باپ دادا کی وراثت

(ب) قیامت کے دن چوری کرنے والے کو دینا پڑیں گی:
(۱) اپنی کتابیں **(ب) اپنی نیکیاں** (ج) اپنی صلاحیتیں (د) اپنی آنکھیں

(ج) چوری کی بدترین قسم ہے :
(۱) جھوٹ بولنا (ب) غیبت کرنا **(ج) سرکاری و سائل لوٹنا** (د)سکول نہ جانا

(د)حدیث نبوی کے مطابق کتنی زمین پر قبضہ انسان کی آخرت کو تباہ کرنے کے لیے کافی ہے:
(۱)ایک ایکڑ زمین پر (ب) ایک کنال زمین پر (ج) ایک مرلہ زمین پر **(د) ایک بالشت زمین پر**

(ھ) قومی وسائل اور املاک کے استعمال کی صرف اس حد تک شرعا اجازت ہے :
(۱)جہاں تک قانون اجازت دے (ب) جہاں تک خواہش ہو (ج) جہاں تک اختیار ہو (د) جہاں تک سب لوگ استعمال کرتے ہوں

2۔ مختصر جواب دیں۔

(۱) قومی املاک و وسائل سے کیا مراد ہے ؟
جواب: ہمارے ارد گرد موجود بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو کسی خاص فرد کی ملکیت میں ہوتی ہیں اور بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو عوام کے ہر فرد کی ملکیت میں ہوتی ہیں۔ ان عوامی چیزوں اور جگہوں کو قومی املاک و وسائل کہا جاتا ہے۔

(ب) عوامی وسائل کی اہمیت کے بارے میں ایک آیت کا ترجمہ لکھیں۔
جواب: ارشاد باری تعالی ہے:
ترجمہ : ” بے شک اللہ تمھیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے حق داروں کو سپرد کرو اور جب بھی لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ فیصلہ کرو بے شک اللہ تمہیں اس بارے میں کیاہی خوب نصیحت فرماتا ہے بے شک اللہ خوب سننے والا ، خوب دیکھنے والا ہے ۔

(ج) عوامی وسائل کی اہمیت کے بارے میں ایک حدیث کا ترجمہ لکھیں۔
جواب: محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکا ارشاد ہے: تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے۔ ہر ایک سے اس کی ذمہ داریوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ “

(د) سرکاری زمینوں پر قبضے کا کیا وبال ہے ؟
جواب: محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے ارشاد فرمایا: " جس نے زمین کو کچھ حصہ ناحق ہڑپ کیا قیامت کے دن سات زمینوں کا طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈالا جائے گا۔

(۵) قومی املاک دو سائل کو استعمال کرنے کا شرعی ضابطہ کیا ہے ؟
جواب: جس شخص کو منصب دیا جائے یہ اس کے لیے اعزاز ہے اور قیامت کے دن اسکا سوال ہوگا اور جس نے اس میں خیانت کی وہ سخت سز ا کا حق دار ہوگا۔

تفصیلی جواب دیں۔

(۱) سیرت طیبہ کی روشنی میں قومی املاک و وسائل کے احکام کے آداب تحریر کیجیے۔
جواب: ا قومی املاک و وسائل میں چوری کرنا چوری کی بدترین صورت ہے۔ چوری کرنا انتہائی برا عمل ہے۔ کسی بھی معاشرے میں چور کو اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔ اسلام میں چوری کرنے والے کے لیے سخت سزار کھی گئی ہے۔ کیوں کہ جب تک چور کو سخت سزا نہیں دی جائے گی لوگوں کے مال محفوظ نہیں رہ سکتے۔

بہت سے لوگ قومی وسائل اور سرکاری زمینوں پر قبضے کو گناہ نہیں سمجھتے۔ حالاں کہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں سرکاری بجلی یا گیس چوری کرنا، سڑکیں خراب کرنا، سرکاری جگہوں پر قبضہ کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ قومی اموال کی طرح قومی زمینوں پر قبضہ کرنا بہت بڑا گناہ ہے ہے۔ ایک بالشت زمین پر بھی ناحق قبضہ انسان کی آخرت کو تباہ کرنے کے لیے کافی ہے محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے ارشاد فرمایا: " جس نے زمین کو کچھ حصہ ناحق ہڑپ کیا قیامت کے دن سات زمینوں کا طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈالا جائے گا ۔) سرکاری وسائل کو ضائع کرنا یا اپنے ذاتی مفادات کے لیے استعمال کرنا ایک اچھے مسلمان کے شایان شان نہیں ہے۔ قانون علی کا وبال دنیا میں بھی پڑتا ہے اور آخرت میں بھی اس کا حساب دینا پڑے گا۔

24 امہات المؤمنین

1۔درست جواب کا انتخاب کریں:

(1) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحب زادی ہیں:

(۱)حضرت حفصہ رضيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهَا (ب) حضرت زینب رضی اللہ تَعَالٰی عَنْهَا

(ج) حضرت ام سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهَا (د) حضرت سودہ رضی اللہ تَعَالٰی عَنْهَا

(ب) ام المؤمنین حضرت زینب بن خزیمہ رضی اللہ تَعَالٰی عَنْهَا کا لقب ہے :

(۱) أثم الطالبین (ب) اثم المجاھدین **(ج) ام السالکین** (د) ألم المساکین

(ج) ہند بن ابی امیہ اصل نام ہے:

(1) حضرت حفصہ رضيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهَا کا (ب) حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہا کا

(ج) حضرت ام سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهَا کا (د) حضرت سودہ رضی اللہ تَعَالٰی عَنْهَا کا

(د) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عمر پائی:

(۱) چونسٹھ (۶۴) سال (ب) چوہتر (۷۴) سال **(ج) چوراسی (۸۴) سال** (د) چورانوے (۹۴) سال

(ھ) جن کے نکاح کا ذکر سورۃ الاحزاب میں ہے:

(۱) حضرت زینب بنت خزیمہ رضيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهَا **(ب) حضرت زینب بنت جحش رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهَا**

(ج) حضرت ام سلمہ رضيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهَا (د) حضرت سودہ بنت زمعہ رضيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهَا

2۔ مختصر جواب دیں۔

(۱) امہات المؤمنین کن محترم خواتین کو کہا جاتا ہے ؟

جواب: امہات المومنین سے مراد محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصحَابِہٖ وَسَلَّمَکی ازواج یعنی بیویاں ہیں۔ آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی تمام ازواج ایمان والوں کے لیے ماں کادرجہ رکتی ہیں۔

(ب) حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک فضیلت تحریر کریں۔

جواب: حضرت حفصہ رضی اللہ تَعَالٰی عَنْهَا نے نبی کریم محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَسے بہت سے علوم سیکھے۔آپ سے ساٹھ احادیث منقول ہیں۔

(ج) حضرت زینب بن خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سخاوت کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: وہ ہمیشہ غریبوں اورمسکینوں کے ساتھ بہت ہم دردی اور بھلائی کا معاملہ فرماتی تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جو کچھ مال و اسباب آتے وہ غریب اور فقیر لوگوں میں تقسیم فرمادیتی تھیں۔

(د) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تَعَالٰی عَنْهَا کن کی بیٹی تھیں اور ان کا بچپن کیسا گزرا ؟

جواب: آپ کی پرورش اور تربیت ابو امیہ جیسے سخی باپ نے کی۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی ان مبارک ہستیوں میں سے ہیں، جنھوں نے اسلام کے ابتدائی دور میں اسلام قبول کیا۔

(ھ) حضرت زینب بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خصوصیت کیا ہے ؟

جواب: ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ تعالی عنہا مقاومت و در یادلی میں بہت مشہور تھیں جو کچھ ہو تا راہ خدا میں خرچ کر دیتیں۔

تفصیلی جواب دیں۔

(۱) حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ تعالی عنہا کا تعارف تحریر کریں۔

جواب: ام المومنین حضرت حفصہ بنت عمر رضي اللہ تعالی عنہا محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی ازواج مطہرات میں سے ایک ہیں۔ آپ بعثت نبوی سے پانچ (5) سال قبل پیدا ہوئیں۔ آپ حضرت عمر

فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کی صاحب زادی ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالی علما نے انھی دنوں میں اسلام قبول کیا، جب آپ کے والد سید نا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبول فرمایا۔ اس وقت آپ رضی اللہ تعالی عنہا کی عمر مبارک لگ بھگ دس سال تھی۔آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے ساتھ جب نکاح ہوا حضرت حفصہ کی عمر 22سال تھی۔

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکا ارشاد نقل فرماتے ہیں : اے حفصہ ! ابھی ابھی جبرائیل امین علیہ السلام میرے پاس آئے ہیں اور مجھ سے کہا: بے شک وہ (سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا) بہت زیادہ روزے دار اور کثرت سے راتوں کو اللہ تعالیٰ کے حضور قیام کرنے والی ہیں اور وہ جنت میں بھی آپ کی اہلیہ ہیں۔ ام المومنین حضرت حفصہ حق اللہ تعالی عنہا نے شعبان المعظم پینتالیس (45) ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

(ب) حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شخصیت پر نوٹ لکھیں۔

جواب: ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالی عنہا کا لقب " الم المساکین " یعنی مساکین کی ماں ہے۔ اس لقب کی وجہ یہ تھی کہ وہ ہمیشہ غریبوں اور مسکینوں کے ساتھ بہت ہم دردی اور بھلائی کا معاملہ فرماتی تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جو کچھ مال و اسباب آتے وہ غریب اور فقیر لوگوں میں تقسیم فرمادیتی تھیں۔ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَسے نکاح کے صرف دو تین ماہ کے بعد ہی ان کا انتقال ہو گیا۔ وفات کے وقت عمر اچھی میں (30) سال تھی، محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقی میں پر د خاک ہوئیں۔

(ج) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تَعَالٰی عَنْھَا کے حالات زندگی بیان کریں۔

جواب: ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اصل نام ہند بنت ابی امیہ " ہے۔ ام سمہ کنیت ہے۔ آپ کی ولادت محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی بعثت سے نو سال قبل میں ہوئی۔ آپ کی پرورش اور تربیت ابو امیہ جیسے سخی باپ نے کی۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی ان مبارک ہستیوں میں سے ہیں، جنھوں نے اسلام کے ابتدائی دور میں اسلام قبول کیا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی دانش مند اور سمجھ دار خاتون تھیں ۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکو کفار مکہ سے صلح کے بعد ایک معاملہ پیش آیا تو ہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی بہترین رائے سے ہی حل ہوا۔مدینہ منورہ میں چوراسی (84) برس کی عمر میں آپ نے وفات پائی۔

(د)حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالی عنہا کی شخصیت پر نوٹ لکھیں۔

جواب: ۔ ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ تعالی عنہا مقاومت و در یادلی میں بہت مشہور تھیں جو کچھ ہو تا راہ خدا میں خرچ کر دیتیں۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں بارہ ہزار درا ہم بھیجے۔ آپ نے وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کی راہ میں غریبوں اور ضرورت مندوں پر خرچ کر دیے۔ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے وصال کے بعد آپ کی ازواج میں سے سب سے پہلے ائم المومنین حضرت زینب بنت بحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا۔ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے ایک مرتبہ اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالی عنھن سے فرمایا تھا: تم میں سے وہ مجھے جلد ملے گی جس کا ہاتھ لیا ہو گا۔ آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی یہ بات سن کر امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنھُنّ اپنے ہاتھ ناپنے لگیں۔ ان میں سب سے لمباہاتھ اُم المؤمنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تھا۔ جب محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی وفات کے بعد امہات المومنین میں سے سب سے پہلے ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ تعالی عنہا کا انتقال ہوا تو امہات المومنین رضی اللہ تعالی عنھن سمجھ گئیں کہ لیے ہاتھ سے مراد سخاوت اور اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے، کیوں کہ ام المومنین سیدہ زینب رضی اللہ تعالی عنہا سخاوت و در یا دلی میں سب سے آگے تھیں۔ ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ علیہا کی وفات ہیں (20) ہجری کو ہوئی، آپ کی کل عمر تر یپن(53) سال کے قریب تھی۔

25 حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

1.درست جواب کا انتخاب کریں:

(۱) حضرت حسن رضی اللہ تعالی عنہ عنہ پیدا ہوئے :

(۱) شوال میں (ب) **رمضان میں** (ج) ذو القعدۃ میں (د) ذو الحجہ میں

(ب) حدیث نبوی میں حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تَعَالٰی عَنْهُمَا کو سردار قرار دیا گیا:

(۱) قریشی نوجوانوں کا (ب) مہاجر نوجوانوں کا (ج) عرب نوجوانوں کا **(د) جنتی نوجوانوں کا**

(ج) حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت سپر در کر دی تھی:

(۱) حضرت علی رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عنہ کے **(ب) حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے**

(ج) حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے (د) حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تَعَالٰی عَنهُ

(د) مکہ مکرمہ میں قیام کے زمانے میں حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ عصر کے بعد مشغول ہو جاتے تھے :

(۱) تلاوت میں (ب) ذکر میں (ج) نوافل میں **(د) طواف میں**

(ہ)حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تدفین ہوئی:

(۱) بغداد میں (ب) کوفہ میں **(ج) مدینہ منورہ میں** (د) مکہ مکرمہ میں

2. مختصر جواب دیں.

(۱) حضرت امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کا مختصر تعارف تحریر کریں.

جواب: حضرت امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ حضرت محمدرَسُوْلُ اللّٰہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے نواسے ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ و حضرت فاطمہ زہر ارضی اللہ تعالی عنہا کے بڑےصاحب زادے اور حضرت حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے بڑے بھائی ہیں۔

(ب)حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عدہ کی ایک فضیلت پر ایک حدیث مبارک لکھیں.

جواب: محمدرَسُوْلُ اللّٰہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کے بارے میں یہ بھی فرمایا تھا:

میرایہ بیٹا سردار ہے، اللہ تعالی اس کے ذریعے سے مسلمانوں کی دو جماعتوں کے درمیان صلح کروائے گا۔

(ج)مکہ مکرمہ میں قیام کے زمانے میں حضرت امام حسن رضی اللہ تَعَالٰی عنہ کا کیا معمول تھا ؟

جواب: مکہ مکرمہ کے زمانہ قیام میں معمول تھا کہ عصر کی نماز خانہ کعبہ میں باجماعت اداکرتے تھے، نماز کے بعد طواف میں مشغول ہو جاتے۔

(د) مسلمان کی حاجت پوری کرنے کا کیا اجر و ثواب ہے؟

جواب: جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی ضرورت پوری کرنے کے لیے جاتا ہے اور اس کی ضرورت پوری ہو جاتی ہے تو جانے والے کو ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہے اور اگر نہیں پوری ہوتی تو بھی اس کے لیے ایک عمرہ کا ثواب ہے۔

(ہ)حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے ؟

جواب: حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں ہمارے لیے سبق یہ ہے کہ ہم اپنی زندگی کواللہ تعالی کی اطاعت اور محمدرَسُوْلُ اللّٰہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی محبت میں گزاریں۔

تفصیلی جواب دیں۔

(۱) حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل اور شخصیت پر نوٹ لکھیں.

جواب: محمدرَسُوْلُ اللّٰہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے حضرت ام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کے بارے میں یہ بھی فرمایا تھا:حضرت حسن رضی اللہ تعالٰ عنہ ہجرت کے تیسرے سال رمضان میں پیدا ہوئے۔

آپ محمدرَسُوْلُ اللّٰہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے فرمایا جنتی نوجوانوں کے سردارحسن اور حسین ہیں۔

میرا یہ بیٹا سردار ہے، اللہ تعالی اس کے ذریعے سے مسلمانوں کی دو جماعتوں کے درمیان صلح کروائے گا۔

اللہ تعالی نے حضور محمدرَسُوْلُ اللّٰہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی پیش گوئی کو اس وقت پورا فرمایا جب حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کر دی ۔ عبادت الٰہی حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محبوب ترین مشغلہ تھا۔

صدقہ و خیرات اور فیاضی آپ رضی اللہ تعالی عنہ کا خاندانی وصف تھا، لیکن جس فیاضی سے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی دولت اور مال و متاع خرچ کرتے تھے اس کی مثالیں کم ملیں گی۔

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالی عدۂ فیاضی کے ساتھ حد درجہ خوش خلق بھی تھے ، اپناکام چھوڑ کر دوسروں کی حاجت پوری فرماتے تھے۔
حضرت حسن امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ” محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمان ہے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی ضرورت پوری کرنے کے لیے جاتا ہے اور اس کی ضرورت پوری ہو جاتی ہے تو جانے والے کو ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہے اور اگر نہیں پوری ہوتی تو بھی اس کے لیے ایک عمرہ کا ثواب ہے، میں نے طواف کی بجائے پورے ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب حاصل کیا اور پھر واپس ہو کر طواف بھی پورا کیا۔
حضرت امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کا وصال مدینہ منورہ میں سنتالیس (47) یا از تالیس (48) سال کی عمر میں انچاس (49) یا پچاس (50) ہجری میں ہوا۔ حالات کیسے بھی ہوں، دین کے ساتھ ہزار ہنے والا انسان ہی کا میابی پاتا ہے۔

26 حضرت سیدہ زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا

1۔درست جواب کا انتخاب کریں:

(1) حضرت سیدہ زینب بنت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا پیدا ہوئیں:
(ا) ربیع الاول میں　(ب) ربیع الثانی میں　**(ج) جمادی الاولی میں**　(د) جمادی الثانیہ میں

(ب) حضرت سیدہ زینب بنت علی رضی اللہ تعالی عنہا کا لقب ہے :
(د) ام المجاهدین　(ب) ام السالکین　(ج) ام المساکین　**(د) ام المصائب**

(ج) محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے وصال کے وقت حضرت زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں:
(ا) چھے سال کی　**(ب) سات سال کی**　(ج) آٹھ سال کی　(د) نو سال کی

(د) حضرت زینب بنت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عنہا کی شخصیت کا اہم ترین پہلو ہے :
(ا) جہاد و قتال　**(ب) حق گوئی اور بہادری**　(ج) خانہ داری　(د) علمی اسفار

(ہ) حضرت زینب بنت علی رضی اللہ تعالی عنہا کے خطبات نے شہرہ آفاق حیثیت حاصل کی:
(ا) صلح حدیبیہ کے بعد　(ب) وصال نبوی کے بعد　(ج) واقعہ اٹک کے بعد　**(د) واقعہ کربلا کے بعد**

2. مختصر جواب دیں۔

(ا) حضرت زینب بنت علی رضی اللہ تعالی عنہا کا مختصر تعارف تحریر کریں۔
جواب: حضرت سیدہ زینب بنت علی رضی اللہ تعالی عنہا حضرت محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی نواسی۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمادی الاولیٰ پانچ ہجری کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئیں۔

(ب) حضرت زینب بنت علی رضی اللہ تَعَالٰی عَنْھَا کے شوہر کون تھے ؟
جواب: حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ علیہا سے آپ کا نکاح ہوا تھا۔

(ج) سانحہ کربلا کے بعد حضرت زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خطبات کا کیا اثر ہوا؟
جواب: واقعہ کربلا کے بعد آپ رضی اللہ تعالی عنہما نے جو شان دار خطبات پیش کیے انھوں نے امت مسلمہ میں ایک نئی روح بیدار کی۔ یزید کے دربار میں ان کے ایک خطبے نے شہرہ آفاق حیثیت حاصل کی۔

(د) حضرت زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کب اور کہاں ہوئی؟
جواب: حضرت سیدہ اور و زینب بنت رضی اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا کا انتقال پندرہ (15) رجب باسٹھ (62) ہجری کو شام کے شہر دمشق میں ہوا۔

(ھ) حضرت زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی میں ہمارے لیے کیا سبق ہے ؟
جواب: حضرت سیدہ زینب بن علی رضی اللہ تعالی عنہا کی مبارک زندگی میں مارے لیے یہ درس ہے کہ ہم ہیشہ حق کا ساتھ دیں۔ جولوگ حق کے راستے میں تکلیف برداشت کرتے ہیں، اللہ تعالی ان کی شان کو دنیا اور آخرت میں بلند فرماتا ہے۔

تفصیلی جواب دیں۔

(ا) حضرت زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فضائل اور حالات زندگی تحریر کریں۔
جواب: حضرت سیدہ زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا پانچ جمادی الاولیٰ پانچ ہجری کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئیں۔

حضرت سیده زینب بنت علی رضی الله تعالی عنها حضرت محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی نواسی حضرت علی کرم اللہ وجہہ و حضرت فاطمہ زہر ارضی الله تعالی عنہا کی بڑی بیٹی اور جنتی نوجوانوں کے سردار حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سگی بہن ہیں۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی حیاتِ ظاہری میں پیدا ہوئیں، بہت عقل مند ، دانا، بہادر اور فراخ دل تھیں۔

حضرت سیده زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لقب ’زینب الکبریٰ ‘ ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ’حورا ء‘ اور ’ام المصائب‘ بھی کہا جاتا ہے۔

حضرت سیده زینب رضی الله تعالی عنها کو محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی زیارت کرنے اور آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَسے دین سیکھنے کا موقع ملا۔ جب وہ سات سال کی تھیں تو ان کے نانا حضرت محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکا وصال ہو گیا۔ ابھی یہ زخم تازہ ہی تھا کہ چند ماہ بعد آپ کی والدہ ماجدہ سیدۃ الکونین حضرت فاطمہ زہر ارضی الله تعالی عنہا بھی دنیا سے رخصت ہو گئیں۔

ایک مرتبہ ایک شامی نے کربلا کی ظاہری برتری کو اپنی فتح کی دلیل بناتے ہوئے طنز کا زہریلا تیر چلا یا تو حضرت سید ہ زینب رضی الله تعالی عنها نے اسے منہ توڑ جواب دیا پھر اللہ تعالیٰ کے انعامات پر یوں حمد بجا لائیں: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے ذریعے سے ہمیں عزت بخشی اور ہمیں خوب ستھر اکیا۔

واقعہ کربلا کے بعد حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالی عنها نے ملک شام جانے والے حسینی قافلے کی سربراہی اور قیادت فرمائی و نیز مختلف مقامات پر فصیح و بلیغ خطبات کے ذریعے سے دین اسلام کی حقانیت، شریعت محمدیہ کی صداقت اور اہل بیت اطہار کے مقام و مرتبے کو اجاگر کیا۔

آپ کا انتقال 15 رجب باسٹھ ہجری کو شام کے شہر دمشق میں ہوا۔

27 صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

1۔درست جواب کا انتخاب کریں:

(ا) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب ہے:

(ا) ترجمان القرآن (ب) عالم القرآن (ج) حافظ القرآن (د) قارئ القرآن

(ب) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ہے:

(ا) ابو کنانہ (ب) ابو العاص (ج) ابو دجاجہ **(د) ابو المنذر**

(ج) کتابت قرآن، جمع قرآن اور نشر قرآن تینوں میں اہم کردار ادا کیا۔

(ا) حضرت عبد الله بن عباس رضي اللهُ تَعَالٰی عَنهُ (ب) حضرت ابو ہریر مرضي اللهُ تَعَالٰی عَنهُ

(ج) حضرت أبي بن كعب رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنهُ (د) حضرت عبد الله بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنهُ

(د) حضرت ابوہریر ورضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب ہے :

(ا) ترجمان القرآن (ب) امین الامۃ **(ج) سلطان الحدیث** (د) حبر الامۃ

(ھ) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمر پائی:

(ا) چونسٹھ (۶۴) سال (ب) چوہتر (۷۴) سال **(ج) چوراسی (۸۴) سال** (د) چورانوے (۹۴) سال

2. مختصر جواب دیں۔

(ا) حضور محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت عبد الله بن عباس رضی الله تعالیٰ عنہ کے لیے کیا دعا فرمائی ؟

جواب: محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے ایک مرتبہ دعا فرمائی:

اے اللہ، انہیں دین کی سمجھ عطافرما اور انہیں قرآن کی تفسیر کا علم عطا فرما۔

(ب) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک فضیلت تحریر کریں۔

جواب: قرآن مجید کے سب سے بڑے قاری ابی بن کعب ہیں۔

(ج) حضرت زید بن ثابت رحیق اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک خصوصیت تحریر کریں۔

جواب: کتابت قرآن، جمع قرآن اور نشر قرآن تینوں میں حضرت زید رضی اللہ تعالی عنہ کا ہم کر دار ہا ہے۔ آپ کا حافظہ بہت اچھا تھا اور آپ بہت ذہین تھے اس لئے آپ حضرت محمدصلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے دور میں کاتب وحی رہیں۔

(د) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اصل نام کیا تھا اور ان سے کتنی روایات منقول ہیں؟

جواب: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اصل نام " عبد الرحمن " ہے ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول کل روایات تقریباً پانچ ہزار تین سو چوہتر(5374)ہیں۔

(ھ) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اتباع سنت کی ایک مثال پیش کریں۔

جواب: اتباع سنت کا اہتمام حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خاص وصف ہے۔

تفصیلی جواب دیں۔

(ا) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ کی کنیت ابو سعید ہے ۔ جب حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہ وآصحابہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو اس وقت حضرت زید رضی اللہ تعالی عنہ کی عمر گیارہ سال تھی۔ اس حساب سے آپ کا سن ولادت تقریبادو نبوی بنتا ہے۔

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود فرماتے ہیں کہ جب محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَمدینہ تشریف لائے تو لوگ مجھے آپ کی خدمت میں لے گئے اور حضور کو بتایا کہ قبیلہ بنی نجار کے اس لڑکے کو قرآن مجید کی سترہ (۱۷) سورتیں یاد ہیں، میں نے وہ سورتیں حضور محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکو سائیں تو آپ بہت خوش ہوئے ۔ حضور محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے ان کو حکم فرمایا: تم یہود کی زبان سیکھو ، مجھے اپنے خطوط میں ان پر بھروسانہیں۔

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہ وآصحابہ وسلم کے دور میں بھی کاتب وحی رہے ، حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہ وآصحابہ وسلم کے وصال کے بعد عہد صدیقی میں جمع قرآن کا مرحلہ پیش آیا ، تب بھی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن مجید جمع کرنے پرمامور ہوئے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں جب قرآن کو ایک لغت پر جمع کرکے اطراف عالم میں پھیلایا گیا تو اس کام کے لیے بھی ایک نمایاں نام حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا۔ کتابت قرآن، جمع قرآن اور نشر قرآن تینوں میں حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اہم کردار ہے۔

(ب) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمات پر روشنی ڈالیں۔

جواب: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اصل نام " عبد الرحمن " ہے ۔ ان کا تعلق یمن کے ایک قبیلہ دوس سے تھا، اس لیے آپ کو دو سی کہا جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تَعَالٰی عَنْھُمْ میں سب سے زیادہ احادیث روایات کرنے کا اعزاز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہے۔ اسی وجہ سے آپ کو ”سلطان الحدیث کہا جاتا ہے۔

حضرت ابوہریر ورضی اللہ تعالی عنه احادیث کثرت سے بیان کرتے تھے تو بعض لوگوں نے کہا: کہ ابو ہریرہ تو کثرت سے حدیثیں بیان کرتا ہے جب کہ مہاجر اور انصار ان حدیثوں کو بیان نہیں کرتے ! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان لوگوں کو یہ جواب دیا: میں مسکین آدمی تھا اور پیٹ بھرنے کے بعد محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے ساتھ رہتا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن نبی اکرم محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی خدمت میں حاضر تھا اور آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے فرمایا کہ جو شخص میری بات ختم ہونے تک اپنی چادر کو پھیلا لے پھر اپنے سے ملالے تو جو کچھ اس نے مجھ سے سنا اس کو کبھی نہیں بھولے گا۔ میں نے اپنی چادر کو پھیلا لیا۔ اس ذات کی قسم جس نے نبی کریم محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکو حق کے ساتھ بھیجا ہے پھر کبھی میں آپ کی کوئی حدیث جو آپ سے سنی تھی نہیں بھولا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول کل روایات تقریباً پانچ ہزار تین سو چوہتر(5374)ہیں۔ آپ کا انتقال ستاون ہجری میں ہوا۔

(ج) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی شخصیت کا جائزہ پیش کریں۔

جواب: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت بڑے عالم ، فقیہ اور محدث صحابی ہیں۔
فتح مکہ کے موقع پر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر میں (20) سال تھی، جو ان ہو چکے تھے ۔حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو جتنی مرتبہ آنکہ کھلتی تھی اٹھ کر نماز پڑھتے تھے ، تلاوت قرآن سے بڑا شغف تھا، ایک رات میں پورا قرآن ختم کر دیتے، حج کا کسی سال ناغہ نہیں ہوا۔ اتباع سنت کا اہتمام حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خاص وصف ہے۔ آپ کی زندگی حیات نبوی محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکا عکس تھی۔ صرف عبادات ہی میں نہیں، بلکہ نبی کریم محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے اتفاقی اور بشری عادات کی بھی وہ پوری پیروی کرتے تھے ۔

آپ کے لیے عام دعوت خصو صا ولیمہ قبول کرنا مسنون ہے ، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزے کی حالت میں بھی دعوت ولیمہ کا انکار نہ کرتے تھے ، اگر چہ اس حالت میں کھانے میں نہ شریک ہو سکتے تھے ، مگر دعوت دینے والے کے یہاں حاضری ضرور دیتے تھے۔ 74 (چوہتر) ہجری میں ترای (83) یا چوراسی (84) برس کی عمر میں وفات پائی۔

28 صوفیہ کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم

1۔درست جواب کا انتخاب کریں:

(ا) تصوف کا ہم معنی لفظ ہے :

(ا) تزکیہ نفس (ب) عبادت گزاری (ج) تدبر و تفکر (د) تخلیہ و تحلیہ

(ب) حضرت بہاء الدین نقشبند بخاری رحمۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا لقب ہے :

(ا) سید الطائفۃ (ب) حق باہو **(ج) خواجہ خواجگان** (د) شیخ الشیوخ

(ج) عوارف المعارف کے مصنف ہیں:

(ا) حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (ب) حضرت بہاء الدین نقشبند بخاری رحمۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ

(ج) حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (د) حضرت جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ

(د) حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ پیدا ہوئے:

(ا) بغداد میں (ب) دمشق میں **(ج) سہر رود میں** (د) اصفہان میں

(ہ) حضرت سید بہاء الدین نقشبند بخاری رحمۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا مزار ہے :

(ا) بخارا میں (ب) سہر رود میں (ج) بغداد میں (د) استنبول میں

2۔ مختصر جواب دیں۔

(ا) تصوف سے کیا مراد ہے ؟

جواب: تصوف ، تزکیہ نفس کاہم منی لفظ ہے تزکیہ نفس کامعنی ہے انسانی نفس کو بری عادات سے پاک کرکے اچھی عادات کا خوگر بنانا قرآن مجیدمیں اپنے نفس کا تزکیہ کرنے والے یعنی اپنے نفس کو برے اعمال اور برے اخلاق سے پاک کرنے والے شخص کے لیے کامیابی کا وعدہ کیاگیا ہے۔

(ب) حضرت بہاء الدین نقشبند رحمۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ تصوف کے کس سلسلہ کے بانی ہیں؟

جواب: حضرت سید بہاءالدین نقشبند بخاری مسلم صوفی سلسلہ نقشبندیہ " کے بانی ہیں۔

(ج) حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعال علی کی مشہر کتاب کا کا نام ہے؟

جواب: آپ کی مشہور کتاب کا نام عوار المعارف ہے ۔

(د) صوفیہ کرام رحمۃ اللہ تعالی عَلَیْھِمْ کن لوگوں و کہا جاتا ہے ؟

جواب: صوفیہ کرام رحمۃ اللہ تعالی عَلَیْھُمُ اللہ تعالیٰ کے ان نیک بندوں کو کہا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اس کے احکام اور محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے مبارک طریقوں پر عمل کرتے ہیں۔

(ہ) تزکیہ نفس کے بارے میں ایک آیت مبارکہ کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: اللہ تعالی کا ارشاد ہے :

ترجمہ : یقینا جس نے اس (نفس) کو پاک کر لیا وہ کامیاب ہو گیا۔

تفصیلی جواب دیں۔

(ا) حضرت بہاء الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے حالات زندگی تحریر کریں۔

جواب:حضرت سید بہاء الدّین نقشبند بخاری مسلم صوفی سلسلہ ’’ نقشبندیہ‘‘ کے بانی ہیں۔ یہ سلسلہ پوری دنیا میں سب سے زیادہ مقبول اور بڑا سلسلہ مانا جاتا ہے۔ نقشبندی سلسلہ آپ کی طرف منسوب ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا لقب’’خواجہ خواجگان‘‘ ہے۔

آپ کا نام محمد اور والد کا نام بھی محمد ہے ۔ آپ کا تعلق سادات خاندان سے ہے۔ آپ اسلامی تاریخی شہر بخارا سے تین میل کے فاصلہ پر ’’قصر ہندواں‘‘ (جس کا نیا نام ’’قصر عارفاں‘‘) ہے نامی قصبہ میں چودہ (14) محرم الحرام سات سو اٹھائیس (728) ہجری میں پیدا ہوئے۔

بچپن ہی سے آپ کی پیشانی پر آثار ولایت و ہدایت نمایاں تھے۔ آپ کی ولادت سے بھی پہلے وہاں سے گزرتے ہوئے محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا تھا’’مجھے یہاں سے ایک مرد خدا کی خوشبو آتی ہے۔‘‘ ایک اور مرتبہ فرمایا’’ اب وہ خوشبو زیادہ ہوگئی ہے‘‘ اور جب آپ پیدا ہوئے اور دعا کے لیے آپ کے پاس لائے گئے تو انہیں اپنی فرزندی میں قبول فرمایا اور توجہات سے نوازا۔ اس طرح شاہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ابتدائی روحانی تربیت بابا سماسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نےکی اور بعد میں آپ کو سیدا میر کلالِ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سپرد فرمایا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال بروز پیر تین(03)ربیع الاول سات سو اِکانوے (791) ہجری کو تہتر (73) برس کی عمر میں آبائی گاؤں قصر عارفاں میں ہوا۔ ان کی قبر پر ایک مزار تعمیر کیا گیا اور یہ بخارا کے قابل ذکر مقامات میں شامل ہے۔

(ب) حضرت شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی شخصیت پر روشنی ڈالیں۔

جواب: شیخ شہاب الدین عمر شعبان پانچ سو انتالیس (539) ہجری میں آذر بائیجان کے دارالحکومت زنجان کے ایک قصبہ سہر ورد میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی کنیت ابو حفص ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا لقب شیخ الاسلام اور شیخ الشیوخ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سلسلہ سہر وردیہ کے مایہ ناز بزرگ ہیں ۔ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ایک کتاب عوارف المعارف مرتب کی جس میں خانقاہی نظام کے بارے میں پوری تفصیلات درج ہیں۔

حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی وفات یکم محرم الحرام چھے سو بتیس (632) ہجری کو ہوئی۔ آپ کا مزار بغداد میں مرجع خاص و عام ہے۔ ہندوستان میں انھوں نے اپنے بہت سارے مرید بھیجے تھے۔ ان کے ایک شیخ بہاء الدین زکریا ہیں، جو شیخ سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بغداد میں خلافت حاصل کر کے ہندوستان آئے اور ملتان میں اوچ اور پنجاب کے دوسرے مقامات پر سہر وردیہ سلسلہ کی خانقاہیں قائم کیں۔

29 علماء مفکرین

1۔درست جواب کا انتخاب کریں:

(1) محمد بن اسماعیل اصل نام ہے:

(ا) امام شافعی کا (ب) امام مالک کا (ج) امام ابو حنیفہ کا **(د) امام بخاری کا**

(ب) امام بخاری کی سب سے مشہور کتاب کا نام ہے:

(۱)صحیح بخاری (ب) الادب المفرد (ج) تاریخ بخاری (د) سوانح بخاری

(ج) امام شافعی رحمۃُ اللہ تعالی عَلَیْہِ کا اصل نام ہے:

(ا) محمد بن ادریس (ب) محمد بن اسماعیل (ج) مالک بن انس (د) نعمان بن ثابت

(د) امام شافعی رحمۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی مشہور تصنیف ہے:

(۱) سنن ترندی (ب) موطا مالک **(ج) کتاب الام** (د) موطا امام محمد

(ہ) امام احمد بن حنبل رحمۃُ اللہِ تَعَالیٰ علیہ کی سب سے مشہور کتاب کا نام ہے:

(۱)مسند احمد (ب) موطا مالک (ج) صحیح بخاری (د) سنن ابن ماجہ

2۔ مختصر جواب دیں۔

(ا) علماو مفکرین کن شخصیات کو کہا جاتا ہے؟

جواب: علماء و مفکرین ان مایہ ناز شخصیات کو کہا جاتا ہے جنھوں نے اسلامی علوم کی بے مثال خدمت کی۔

(ب) امام بخاری رحمۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا سب سے بڑا کارنامہ کیا ہے ؟

جواب: امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سب ے بڑا کارنامہ صحیح بخاری کی تالیف ہے ۔

(ج) امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو شافعی کیوں کہتے ہیں ؟

جواب: آپ کے نسب میں ایک صحابی حضرت شافع بن سائب رحمتہ اللہ تعالی علیْہِ ہوئے ہیں، جن کی نسبت سے آپ کو شافعی کہا جاتا ہے۔

(د) امام شافعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی مشہور کتاب کا کیا نام ہے ؟

جواب: آپ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اصول فقہ کے موضوع پر سب سے پہلی کتاب لکھی، جس کا نام "کتاب الامّ" ہے ۔
(ھ) امام احمد بن حنبل رحمةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ کہاں پیدا ہوئے ؟
جواب: امام احمدبن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پیدائش ربیع الاول ایک سو چونسٹھ (164) ہجری میں ہوئی۔
تفصیلی جواب دیں۔
(ا) امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ عَلَیْهِ کا تعارف پیش کیجیے۔
جواب: امام بخاری کا نام محمد بن اسماعیل ہے۔ آپ تیرہ (13) شوال ایک سو چورانوے (194) ہجری کو بخارا میں پیدا ہوئے۔ امام بخاری رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ مشہور ترین محدث اور حدیث کی سب سے معروف کتاب صحیح بخاری کے مولف ہیں۔ ان کے والد بھی ایک محدث تھے اور امام مالک کے شاگر د تھے۔ والد ماجد نے اپنے ہو نہار فرزند کا علمی زمانہ نہیں دیکھا اور آپ کو بچپن ہی میں داغ مفارقت دے گئے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالی علیہ کی تربیت کی پوری ذمہ داری والدہ محترمہ پر آگئی جو نہایت ہی عبادت گزار شب بیدار خاتون تھیں۔انھوں نے اس فریضہ کو بخوبی نبھایا اور اپنے بیٹے محمد بن اسماعیل کو حدیث کاسب سے بڑا نام بنایا۔
امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سب ے بڑا کارنامہ صحیح بخاری کی تالیف ہے ۔ اس بارے میں خود امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی حدیث اس کتاب میں اس وقت تک شامل نہیں کی جب تک غسل کر کے دو رکعت نماز ادا نہ کر لی ہوا۔ بیت اللہ شریف میں اسے میں نے تالیف کیا اور دو رکعت نماز پڑھ کر ہر حدیث کے لیے استخارہ کیا۔ مجھے جب ہر طرح اس حدیث کی صحت کا یقین ہوا، تب میں نے اس کے اندارج کے لیے قلم اٹھایا۔ اس کو میں نے اپنی نجات کے لیے حجت بنایا ہے۔ اور چھ لاکھ حدیثوں سے چھانٹ چھانٹ کر میں نے اسے جمع کیا ہے۔ صحیح بخاری میں چھے ہزار کے لگ بھگ احادیث ہیں ۔ امام بخاری رحمةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیہ کا درجہ احادیث کو چھان پھٹک کر ترتیب دینے میں اتنا اونچا ہے کہ صحیح بخاری کا درجہ صحت میں قرآن پاک کے بعد پہلا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالی علی نے صحیح بخاری کےعلاوہ اور کتابیں بھی لکھی ہیں جن میں ادب المفرد اور التاریخ الکبیر زیادہ مشہور ہیں۔
(ب) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ عَلَیْهِ کا تعارف پیش کیجیے۔
جواب: امام احمدبن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پیدائش ربیع الاول ایک سو چونسٹھ (164) ہجری میں ہوئی۔ ان کے والدین نے اپنا وطن خراسان ترک کر کے بغداد میں سکونت اختیار کی۔ یہاں آنے کے چندماہ بعد امام احمد پیدا ہوئے۔ وہ خالص عرب ہیں۔ ابتدائی تعلیم بغداد میں ہوئی۔ پندرہ برس کی عمر میں انھوں نے حدیث کی تعلیم شروع کی۔ ان کا حافظہ غیر معمولی تھا۔ چار برس کی عمر میں قرآن حفظ کر لیا تھا۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا طریق درس یہ تھا کہ روایات کو حدیث کی کتاب سے دیکھ کر پڑھتے اور اس قدر احتیاط کرتے کہ زبانی روایت بیان نہیں کرتے تھے۔ حالاں کہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو تمام روایات حفظ تھیں اور اپنے زمانہ میں حدیث کے سب سے بڑے حافظ خیال کیے جاتے تھے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی سب سے مشہور کتاب "مسند احمد ‘‘ ہے۔ یہ کتاب احادیث نبویہ کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے۔
دو سو اکتالیس (241) ہجری میں مرض الموت میں مبتلا ہوئے۔ نو دن تک طبیعت زیادہ خراب رہی۔ وفات سے قبل اپنا وضو کر آیا اور ہر حصے کو اچھی طرح دھلوایا۔ پیر کی انگلیوں کا خلال تک کیا۔ در میان اللہ تعالیٰ کاذ کر کرتے رہے، جب وضو مکمل ہوا، تب دنیا سے رخصت ہو گئے۔ تاریخ بارہ (12) ربیع الاول اور سال دو سو اکتالیس (241) ہجری تھا۔ عمر تقر یبا۷۷ برس تھی۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے جنازے میں جن لوگوں نے شرکت کی ان کی تعداد پچیس لاکھ تک بیان کی جاتی ہے۔

30 مسلم فاتحین

1۔درست جواب کا انتخاب کریں:
(ا) موسی بن نصیر کے خاندان کا مذہب تھا:
(ا) یہودیت　**(ب) عیسائیت**　(ج) ہندومت　(د) سکھ مت
(ب) موسیٰ بن نصیر پیدا ہوئے:
(ا) فلسطین میں　(ب) اردن میں　(ج) مصر میں　**(د) شام میں**
(ج) موسی بن نصیر کا سب سے بڑا کارنامہ ہے:
(۱) ہندوستان میں اسلام کی تبلیغ　**(ب) بربر قبائل کی فوجی تربیت**
(ج) مصر کی تاریخی فتح　(د) حدیث نبوی کی لازوال خدمت
(د) طارق بن زیاد کا سب سے بڑا کارنامہ ہے:
(ا) فتح مصر　(ب) فتح عراق　**(ج) فتح اندلس**　(د) فتح شام

(ہ) اسپین کے جس پہاڑ پر طارق بن زیاد نے اپنے قدم جمائے اسے کہا جاتا تھا:
(ا) جبل ابی قبیس (ب) جبل طور (ج) جبل نور **(د) جبل الطارق**

2۔ مختصر جواب دیں۔

(ا) موسیٰ بن نصیر کا مختصر تعارف تحریر کیجیے۔

جواب: موی بن نصیر کا شمار نام وداور قابل میں ہوتا ہے۔ وہ ایک عظیم جرنیل ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین مصلح اور اعلی درجے کے مبلغ بھی تھے۔
موسیٰ بن نصیر کا آبائی خاندان عیسائی تھا اور شام و ایران کی سرحد پر واقع شہر عین التمرمیں مقیم تھا۔

(ب) طارق بن زیاد کا مختصر تعارف تحریر کیجیے۔

جواب: طارق بن زیاد بر بر نسل سے تعلق رکھنے والے مسلم سپہ سالار اور بنو امیہ کے جرنیل تھے، جنھوں نے سات سو گیارہ (711) عیسوی میں ہسپانیہ (اسپین) میں عیسائی حکومت کا خاتمہ کر کے یورپ میں مسلم اقتدار کا آغاز کیا۔ انھیں اسپین کی تاریخ کے اہم ترین عسکری رہنماؤں میں سے ایک سمجھا جاتا ہے۔

(ج) موسیٰ بن نصیر کا سب سے بڑا کارنامہ کیا تھا؟

جواب: موسی بن نصیر کا سب سے بڑا کارنامہ بربر قائل کو قریب کرنا اور ان کی فوجی تربیت کرنا تھا۔

(د) طارق بن زیاد کا سب سے بڑا کارنامہ کیا ہے ؟

جواب: اسلامی تاریخ میں اندلس (اسپین) کی فتح ایک اہم باب ہے۔ یہ طارق بن زیاد کا سب سے بڑا کارنامہ تھا۔

(ہ) اندلس کی فتح کی اہمیت کیا ہے ؟

جواب: اسپین کی زندگی میں انقلاب برپا ہوگیا۔دنیا اسپین کی ترقی اور تہذیب کی مثالیں دینے لگی۔

تفصیلی جواب دیں۔

(1) موسی بن نصیر کی شخصیت پر نوٹ لکھیں۔

جواب: موی بن نصیر کا نام در او قابل فخر فاتحین میں ہوتا ہے۔ وہ ایک عظیم جرنیل ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین مصلح اور اعلی درجے کے مبلغ بھی تھے۔
موسیٰ بن نصیر کا آبائی خاندان عیسائی تھا اور شام و ایران کی سرحد پر واقع شہر معین التمر میں مقیم تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہُ تَعَالٰی عَنہُ نے جب اس شہر کو فتح کیا تو موسیٰ بن نصیر کے والد کو گرفتار کر کے مدینہ منورہ بھیج دیا جہاں انھوں نے اسلام قبول کیا۔
موسیٰ بن نصیر شام کے ایک قصبے میں 640ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں پولیس کے اعلیٰ افسر تھے۔ جب موسیٰ بن نصیر جو ان ہوئے تو اس وقت اموی خلیفہ عبد الملک بن مروان کی حکومت تھی۔ خلیفہ نے موسیٰ بن نصیر کی قابلیت دیکھ کر انھیں خراج کی وصولی کی ذمہ داری سونپی۔ بعد میں انھوں نے اسلامی لشکر میں شامل ہو کر اعلیٰ فوجی تربیت حاصل کی۔ ان کی صلاحیتوں کو دیکھ کر خلیفہ نے انھیں شمالی افریقہ کا حاکم مقرر کیا۔ اس عہدے پر فائز ہونے کے بعد موسیٰ بن نصیر کی صلاحیتوں کو چار چاند لگ گئے۔
انھوں نے خلیفہ وقت سے درخواست کی کہ انھیں شمالی افریقہ کے شہر قیر وان اور اس کے مضافاتی علاقوں پر فوج کشی کی اجازت دی جائے تا کہ وہ سرکش بر بر قبائل کو فرماں برداربنا سکیں۔ بعد میں یہ کارنامہ انھی کے ہاتھوں انجام پایا۔ بر بر قبائل کو جو مسلسل بغاوتوں کے عادی تھے اور سخت سے سخت گورنروں کے مظالم برداشت کرنے کے سبب مسلمانوں سے منتظر ہو رہے تھے۔ چناں چہ اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک نے اس کام کے لیے موسیٰ بن نصیر کا انتخاب کیا۔
707ء میں موسیٰ بن نصیر افریقہ پہنچے تو انھوں نے قبائل میں گھل مل کر انھیں یقین دلایا کہ مسلمان کی حیثیت سے ان میں اور موسیٰ میں کوئی فرق نہیں اور وہ انہیں میں سے ہیں۔ اس نے انداز پر بربر قبائل کو خوش گوار حیرت ہوئی موسی بن نصیر کا سب سے بڑا کارنامہ بربر قائل کو قریب کرنا اور ان کی فوجی تربیت کرنا تھا۔

(ب) طارق بن زیاد کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ تفصیل سے بیان کیجیے۔

جواب: طارق بن زیاد بر بر نسل سے تعلق رکھنے والے مسلم سپہ سالار اور بنو امیہ کے جرنیل تھے، جنھوں نے سات سو گیارہ (711) عیسوی میں ہسپانیہ (اسپین) میں عیسائی حکومت کا خاتمہ کر کے یورپ میں مسلم اقتدار کا آغاز کیا۔ انھیں اسپین کی تاریخ کے اہم ترین عسکری رہنماؤں میں سے ایک سمجھا جاتا ہے۔
شروع میں وہ اموی صوبے کے گورنر موسی بن نصیر کے نائب تھے ۔ ان کی جنگی صلاحیتوں سے متاثر ہو کر موسیٰ بن نصیر نے انھیں اسپین پر فوج کشی کی ذمہ داری سونپی۔ طارق بن زیاد نے مختصر فوج کے ساتھ یورپ کے عظیم علاقے اسپین کو فتح کیا اور یہاں دین اسلام کا علم بلند کیا۔ اسپین کی فتح اور یہاں پر اسلامی حکومت کا قیام ایک ایسا تاریخی واقعہ ہے ، جس نے یورپ کو سیاسی، معاشی اور ثقافتی پسماندگی سے نکال کر ایک نئی بصیرت عطا کی اور اس پر نا قابل فراموش اثرات مرتب کیے تھے۔

طارق بن زیاد کی قیادت میں 30 اپریل 711 عیسوی کو اسلامی لشکر اسپین کے ساحل پر اترا اور ایک پہاڑ کے نزدیک اپنے قدم جمالیے، جو بعد میں طارق بن زیاد کے نام سے جبل الطارق کہلایا۔ اسپین کی ترقی اور تہذیب کی مثالیں دینے لگی۔ اس علاقے میں بہت بڑے محدثین، فقہاء اور عربی زبا کے مایہ ناز ادبا و شعرا پیدا ہوئے۔
اسلامی تاریخ میں اندلس (اسپین) کی فتح ایک اہم باب ہے۔

31 اسلام میں علم کی اہمیت

1۔درست جواب کا انتخاب کریں:

اسلام میں دینی علوم، عقائد اور آراء کا مآخذ قرار دیا گیا ہے:

(ا)عقل کو (ب) فطرت کو (ج) تاریخ عالم کو **(د) قرآن و سنت کو**

(ب) اسلامی تعلیمات کی روشنی میں علم حاصل کرنا فرض ہے:

(ا)مردوں پر (ب) عورتوں پر (ج) مال داروں پر **(د) ہر مسلمان پر**

(ج)صفہ کے نظام تعلیم کا مرکز تھا:

(ا)علم فلکیات (ب) قرآن مجید **(ج) علم اسمائی الرجال** (د) علم ارضیات

(د) مشہور سائنسی کتاب القانون کے مصنف ہیں:

(ا)ابن سینا (ب) فارابی (ج) البیرونی (د) ابن الہیثم

(ھ)شمسی کیلنڈر مرتب کیا:

(ا)این سوری (ب) ابو القاسم زہراوی (ج) محمد بن زکریا رازی **(د) عمر خیام**

2۔ مختصر جواب دیں۔

(ا) علم کی اہمیت کے بارے میں ایک آیت مبارکہ کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: اللہ تعالی کے نزدیک علم رکھنے والا اور عا ر علم سے محروم ، دونوں برابر نہیں ہو سکتے ، بلکہ علم والوں کے اللہ تعالی کے نزدیک بہت مقام ہے۔ ارشادِباری تعالی ہے:
ترجمہ: آپ فرمادیجیے کی برابر ہوسکتے ہیں وہ جو علم رکھتے ہیں اور وہ جو علم نہیں رکھتے ؟ نصیحت تو بس وہی حاصل کرتے ہیں جو عقلمند ہیں۔

(ب) علم کی اہمیت کے بارے میں ایک حدیث نبوی کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے فرمایا: فرشتے طالب علم کے پاؤں کے نیچے اپنے پر بچھاتے ہیں اور زمین و آسمان کی ہر چیز عالم کے لیے مغفرت کی دعا کرتی ہے۔
محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے مزید فرمایا:
بے شک علما نبیوں کے وارث ہیں۔

(ج) علم نافع اور غیر نافع میں کیا فرق ہے؟

جواب: علوم دو طرح کے ہوتےہیں۔ نافع یعی فائدہ منداور غیر نافع یعنی بے فائد ہ ہر وہ علم جس سے انسان کے جسم روح کو فائدہ پہنے وہ نافع علم ہے اور ہر وہ علم جو انسان کے جسم یا روح کے لیے نقصان دہ ہو وہ غیر نافع علم ہے۔

(د) علم اسماء الرجال سے کیا مراد ہے؟

جواب: حدیث روایت کرنے والے راویوں کے حالات کا علم ظہور پذیر ہو کر نصاب کا جزوبن گیا۔ اس علم پر مسلمانوں نے اتنی محنت کی ہے کہ آج کے غیر مسلم بھی اس محنت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔اس جانچ کے عمل کو اسماء الرجال کا نام دیا گیا۔

(ھ) سائنسی علوم حاصل کرتے ہوئے کن باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے ؟

جواب: ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ سائنسی علوم کے حصول میں اس بات کو مد نظر رکھے کہ یہ علوم اسے اللہ تعالی سے اور دین سے دور نہ کریں۔ دنیا کی چیزوں میں تو اپنی عقل کو استعمال کرے لیکن وحی الہی کے احکام کواپنی عقل پر پرکھنے سے گریز کرے ۔

تفصیلی جواب دیں۔

(۱) اسلام میں علم کی اہمیت پر نوٹ لکھیں۔

جواب: علم کا سیکھنا اور سکھانا اسلام میں بہت اہمیت اور فضیلت والا عمل ہے۔ قرآن مجید اور حدیث نبوی میں اس عمل کے بہت سے فضائل آئے ہیں۔ علم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ درجات کو بھی بلند کرتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے :
ان ترجمہ: اللہ ان لوگوں کے درجات بلند فرمادے گا جو تم میں سے (کامل) ایمان لائے اور جنہیں علم دیا گیا۔

اللہ تعالی کے نزدیک علم رکھنے والا اور عا ر علم سے محروم ، دونوں برابر نہیں ہو سکتے ، بلکہ علم والوں کے اللہ تعالی کے نزدیک بہت مقام ہے۔ ارشادِباری تعالی ہے:
ترجمہ: آپ فرمادیجیے کی برابر ہوسکتے ہیں وہ و علم رکھتے ہیں اور وہ جو علم نہیں رکھتے ؟ نصیحت تو بس وہی حاصل کرتے ہیں جو عقلمند ہیں۔
علم کے حصول سے جنت کے راستے آسان ہوتے ہیں۔ نبی اکرم محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکا فرمان ہے: جو شخص علم حاصل کرنے کے راستے پر چلتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرمادیتے ہیں۔ "
نبی کریم محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے فرمایا: فرشتے طالب علم کے پاؤں کے نیچے اپنے پر بچھاتے ہیں اور زمین و آسمان کی ہر چیز عالم کے لیے مغفرت کی دعا کرتی ہے۔
محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَے مزید فرمایا:
ب ے شک علما نبیوں کے وارث ہیں۔
اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مرد اور عورت دونوں پرعلم حاصل کر فرض ہے بچیوں کو علم کے حصول سے محروم رکھنا گنا ہ کی بات ہے۔

(ب) سائنسی علوم کے بارے میں اسلام کا نکتہ نظر کیا ہے ؟

جواب: ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ سائنسی علوم کے حصول میں اس بات کو مد نظر رکھے کہ یہ علوم اسے اللہ تعالی سے اور دین سے دور نہ کریں۔ دنیا کی چیزوں میں تو اپنی عقل کو استعمال کرے لیکن وحی الہی کے احکام کواپنی عقل پر پرکھنے سے گریز کرے ۔ انسانی عقل ناقص ہے اور وحی الٰہی کامل ہے۔ ناقص عقل کامل وحی کی ہر ہر بات کو سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتی، انسان سے یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ وحی پر عمل کرے، یہ مطالبہ نہیں کیاگیا ہے کہ وہ وحی سے متعلق ہر سوال کا جواب بھی تلاش کرے۔
اسلام ایک علم دوست مذہب ہے۔ ہر وہ علم جو مخلوق خدا کے لیے مفید ہو ، اسلام میں اس کا حصول، اس کا فروغ اور اس پر محنت کرنا قابل تعریف ہے۔ یہ بہت بد قسمتی کی بات ہے کہ انسانی جسم اور انسانی معاشرے کے لیے مفید علوم پر دور حاضر میں غیر مسلموں کو برتری حاصل ہے اور مسلمان معاشرے اس میدان میں بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔ جس دین کے ہم نام لیوا ہیں اس میں سائنسی علوم کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ جو شخص اپنے عقائد کو درست رکھتے ہوئے، انسانیت کی خدمت کے لیے اور کائنات میں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو حاصل کرنے کے لیے سائنسی علوم پر محنت کرتا ہے اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن اس کا اجر عطافرمائیں گے۔

(ج) مسلمان سائنس دانوں کی خدمات پر روشنی ڈالیں۔

جواب: اسلامی تعلیمات کا ہی نتیجہ تھا کہ بہت سے مسلمانوں نے سائنس کے میدان میں کارہائے نمایاں سر انجام دیے۔ ابن سینا کی کتاب القانون ، بصری کی کتاب الحیوان اور ابو القاسم کی جراحی ، سترہویں صدی عیسوی تک یورپ میں نصابی کتب کے طور پر پڑھائی جاتی رہیں۔ ابن سوری کی کتاب میں خشک جڑی بوٹیوں کی رنگین تصاویر بنی ہوئی تھیں۔ یہ کتاب عربوں کی پہلی رنگین مصوری کتاب قرار دی گئی۔ کاغذ کی صنعت کو اوج کمال پر پہنچانے والے اہل شاطبہ ہیں۔ چھپائی کی مشین اور مطابع کے پہلے موجد مسلمان سائنس دان ہیں۔ ابو القاسم زہراوی نے مثانہ کی پتھری نکالنے کے لیے جسم کا جو مقام آپریشن کے لیے تجویز کیا تھا آج تک اسی پر عمل ہو رہا ہے۔ محمد بن زکریا رازی دنیا کے پہلے طبیب ہیں جنھوں نے تپ دق (ٹی بی) کا علاج اور چیچک کا ٹیکہ ایجاد کیا تھا۔ عمر خیام نے شمسی کیلنڈر مرتب کیا۔ سورج اور چاند کی گردش ، سورج گرہن اور بہت سے سیاروں کے بارے میں غیر معمولی سائنسی معلومات البیرونی جیسے نامور مسلم سائنس دان نے فراہم کیں اور انھیں تحریری شکل دی۔ حساب، الجبرا اور جیومیٹری کے میدان میں الخوارزمی نے گراں قدر خدمات سر انجام دیں۔ ان کی کتاب الجبر والمقابلہ سولہویں صدی عیسوی تک یورپ کی یونیورسٹیوں میں بنیادی نصاب کے طور پر پڑھائی جاتی رہی۔ وہ پہلے سائنس دان تھے جنھوں نے علم حساب اور علم جبر کو الگ الگ کیا اور جبر کو علمی اور منطقی انداز میں پیش کیا۔ ابن سینا، الکندی، نصیر الدین طوسی اور ملا صدرہ کی طبعیات کی خدمات ابتدائی طور پر بہت اہمیت کی حامل ہیں۔ ابن الہیثم نے طبعیات کے دامن کو علم سے بھر دیا۔ وہ طبعیات ، ریاضی، ہندسیات، فلکیات اور علم الادویات کے مایہ ناز محقق تھے۔

32 اسلام اور امن عامہ

1۔درست جواب کا انتخاب کریں:

(ا) اللہ تعالی پسند نہیں کرتا :

(ا) فساد مچانے والوں کو (ب) تجارتی سفر کرنے والوں کو

(ج) مال و دولت خرچ کرنے والوں کو (د) مالی حساب و کتاب کرنے والوں کو

سلام در اصل دعا ہے:

(ا) لمبی زندگی کی **(ب) سلامتی کی** (ج) مال داری کی (د) مغفرت کی

(ج) فلاحی معاشرے کا پہلا زینہ ہے:

(ا) مضبوط عمارتیں (ب) سڑکیں (ج) یونیورسٹیاں **(د) امن کا قیام**

(د) حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنهُ نے مسلمان کے خلاف فیصلہ فرمایا:

(۱)یہودی کے حق میں (ب) مشرک کے حق میں (ج) عیسائی کے حق میں (د) منافق کے حق میں

(ھ) حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یہودی سے زرہ واپس لینے کے لیے کیا کیا ؟

(ا) سپاہیوں کو بھیجا (ب) ساتھیوں کو بھیجا (ج) یہودی کو بلایا **(د) عدالت میں مقدمہ درج کروایا**

2. مختصر جواب دیں۔

(ا) امن عامہ سے کیا مراد ہے ؟

جواب: امن عامہ کا معنیٰ ہے: کسی علاقے یا معاشرے میں بسنے والے تمام انسانوں کی جان، مال اور عزت کا تحفظ ۔ جس معاشرے میں بسنے والے انسانوں کو جانی ، مالی اور عزت و آبرو کا تحفظ حاصل نہ ہو وہ معاشرہ امن عامہ سے محروم معاشرہ ہے۔

(ب) امن عامہ کے بارے میں ایک آیت کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا، جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں یا فساد کے پھیلنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ ارشاد باری تعالی ہے:

ترجمہ: بے شک اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ (سورۃ القصص : 77)

(ج) امن عامہ کے بارے میں ایک حدیث کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہ وآصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" جس نے اسلامی ریاست میں بسنے والے کسی غیر مسلم پر ظلم کیا، یا اس کا حق مارا، یا اس پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالا، یا اس کی دلی رضامندی کے بغیر اس کی کوئی چیز لی تو میں قیامت کے دن اس مسلمان کے خلاف غیر مسلم کے حق میں وکیل بنوں گا۔ "

(د) قیام امن کے لیے کسی چیز کی فراہمی بہت ضروری ہے ؟

جواب: امن کا قیام فلاحی معاشرے کا پہلا زینہ ہے۔ قیام امن ''امن عامہ '' کے لیے بہت ضروری ہے۔

(ھ) معاشرے کو امن و سلامتی کا گہوارہ کیسے بنایا جا سکتا ہے ؟

جواب: معاشرے کو امن و سلامتی کا گہوراہ بنا نے کے لیے تحفظ کا احساس ہماری زندگی کو خوش گوار بناتا ہے۔ اس طرح علم کی فضائیں پیدا ہوتی ہیں اور لوگ علمی تحقیق میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ نئے نئے خیالات جنم لیتے ہیں اور ایسا معاشرہ مفید سے مفید تر بنتا چلا جاتا ہے۔

تفصیلی جواب دیں۔

(ا) اسلام میں امن عامہ کی اہمیت پر نوٹ لکھیں۔

جواب: امن عامہ کا معنیٰ ہے: کسی علاقے یا معاشرے میں بسنے والے تمام انسانوں کی جان، مال اور عزت کا تحفظ ۔ جس معاشرے میں بسنے والے انسانوں کو جانی ، مالی اور عزت و آبرو کا تحفظ حاصل نہ ہو وہ معاشر و امن عامہ سے محروم معاشرہ ہے۔

امن عامہ کی اہمیت:

معاشرتی جرائم ، سرکشی، نظم وضبط کا در ہم برہم ہونا، فساد اور بدامنی یہ سب قانون کی خلاف ورزی کا نتیجہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا، جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں یا فساد کے پھیلنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ ارشاد باری تعالی ہے:

ترجمہ: بے شک اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

محمدرَسُوْلُ اللهِ خَاتَمُ النَّبِيّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْہِ وَعَلٰی الِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے سچے مومن کی یہ نشانی بیان فرمائی: ''سچامو من وہ ہے جس سے لوگوں کے مال اور جانیں محفوظ ہوں ۔

محمدرَسُوْلُ اللهِ خَاتَمُ النَّبِيّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْہِ وَعَلٰی الِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے اسلامی ریاست میں بسنے والے غیر مسلموں (اقلیتوں) کے بے شمار حقوق بیان فرمائے ۔ آپ محمدرَسُوْلُ اللهِ خَاتَمُ النَّبِيّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْہِ وَعَلٰی الِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے ان کی جان، مال اور عزت آبرو کی حفاظت تمام مسلمانوں کا مذہبی فریضہ قرار دیا۔

آپ محمدرَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے ارشاد فرمایا:

" جس نے اسلامی ریاست میں بسنے والے کسی غیر مسلم پر ظلم کیا، یا اس کا حق مارا، یا اس پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالا، یا اس کی دلی رضامندی کے بغیر اس کی کوئی چیز لی تو میں قیامت کے دن اس مسلمان کے خلاف غیر مسلم کے حق میں وکیل بنوں گا۔ "

(ب) امن عامہ کے لیے مشاہیر اسلام کے کردار پر روشنی ڈالیں۔

جواب: کسی بھی معاشرے میں امن اس وقت تک قائم نہیں ہوتا جب تک ہر شخص کو انصاف کی بروقت فراہمی نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور مشاہیر اسلام نے ہمیشہ انصاف کے پرچم کو تھامے رکھا اور نا انصافی کو قریب بھی نہ پھٹکنے دیا۔ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی عدالت میں ایک مسلمان اور ایک یہودی مقدمہ لے کر حاضر ہوئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ یہودی حق پر ہے تو آپ بلا تردد مسلمان کے خلاف اور یہودی کے حق میں فیصلہ فرمادیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انصاف کا یہ عالم تھا کہ زمانہ خلافت میں ایک مرتبہ آپ کی زرہ گم ہو گئی ۔ وہ زرہ ایک یہودی کے پاس سے برآمد ہوئی۔ آپ خلیفہ تھے، زور بازو سے اپنی زرہ واپس لے سکتے تھے، لیکن آپ نے قاضی کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا۔ قاضی نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے گواہ طلب کیے۔ انھوں نے کہا کہ اس زرہ کے میری ملکیت میں ہونے کے گواہ میرا بیٹا اور میرا ایک غلام ہے۔ لیکن ان کی گواہی میرے حق میں قبول نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا قاضی نے فیصلہ یہودی کے حق میں دے دیا۔ یہودی اس سارے واقعہ سے اتنا متاثر ہوا کہ اس نے اسلام قبول
کر لیا اور اپنی غلطی کا اعتراف کیا ۔

(ج) امن و سلامتی کے انفرادی اور اجتماعی فوائد بیان کیجیے۔

جواب: جب تک انسان کو تحفظ کا احساس نہ ہو اور اسے انصا ملنے کا یقین نہ ہو، وہ سکون کی نیند سو نہیں سکتا۔ اس طرح معاشرے میں بے چینی بڑھتی ہے۔ ایک بے چین معاشرہ غیر مفید معاشرہ ہوتا ہے۔ تحفظ کا احساس ہماری زندگی کو خوش گوار بناتا ہے۔ اس طرح علم کی فضائیں پیدا ہوتی ہیں اور لوگ علمی تحقیق میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ نئے نئے خیالات جنم لیتے ہیں اور ایسا معاشرہ مفید سے مفید تر بنتا چلا جاتا ہے۔ مذہبی تعلیمات پر علم کرنے کے لیے بھی امن کا ہونا ضروری ہے۔ اگر ہر طرف افرا تفری اور بے یقینی پھیلی ہو گی تو عبادات بھی اطمینان سے ادانہیں کی جاسکتیں۔

بے سکونی اور بے چینی بہت سی بیماریوں کو جنم دیتی ہے۔ لوگ ذہنی دباؤ کی وجہ سے بہت کی بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ صحت مند افراد اسی معاشرے میں ہوتے ہیں جو معاشرہ امن کی دولت سے مالا مال ہوتا ہے۔